بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم



معمول وشعار اہل سنت

"نعت خوانی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"

کی اہمیت کے بیان اور اسکے کئی بنیادی

اور نفیس مباحث پر مبنی ایک انتہائی متین تحقیقی تحریر

نیز اسکے متعلق معاشرہ میں پھیلائی جانے والی

منفی فکر کا نہایت ہی مضبوط علمی تعاقب

فضائل و مسائل نعت خوانی

جامع المعقول والمنقول حاوی الفروع والاصول مناظر اسلام محقق العصر، حضرت علامہ

مفتی محمد عبد المجید خان سعیدی رضوی

رحیم یار خان (پنجاب - پاکستان)

با اہتمام ضیغم اہل سنت حضرت علامہ سید مظفر شاہ قادری دامت برکاتہم

قادریہ پبلشرز کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

قَالَ اللہُ تَعَالٰی وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ

محبوب! ہم نے آپ کی خاطر آپکے ذکر کو ہمیشہ کیلئے بلند کردیا ہے (القرآن)

مَنْ ذَکَرَنِیْ وَلَمْ یَذْکُرْکَ فَلَیْسَ لَہٗ فِی الْجَنَّۃِ نَصِیْبٌ

جو میرا ذکر تو کرے لیکن آپ کا ذکر نہ کرے تو جنت میں اسکا کوئی حصہ نہیں (حدیث قدسی)

معمول و شعار اہل سنت "نعت خوانی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کی اہمیت کے بیان اور اسکے کئی بنیادی اور نفیس مباحث پر مبنی ایک انتہائی ثمین تحقیقی تحریر نیز اسکے متعلق معاشرہ میں پھیلائی جانے والی منفی فکر کا نہایت ہی مضبوط علمی تعاقب

الموسوم بہ

الحق الصریح فی الذب عن مدیح النبی الشفیع ﷺ

المعروف بہ

فضائل و مسائل نعت خوانی

[illegible]

از قلم

مفتی محمد عبدالمجید خان سعیدی رضوی

صدر شعبہ ریسرچ دارالافتاء و مناظرہ مہتمم جامعہ غوث اعظم و جامعہ سعیدیہ

خطیب جامع مسجد غوثیہ رحیم یار خان (پنجاب۔ پاکستان)

باشارہ حکیم اہل سنت حضرت علامہ سید مظفر شاہ قادری دامت برکاتہم

شائع کردہ: قادریہ پبلشرز نیا آباد کراچی

نام کتاب: فضائل و مسائل نعت خوانی

نام مصنف: مفتی محمد عبد المجید خان سعیدی رضوی

سن اشاعت: شعبان المعظم ۱۴۳۸ھ مطابق مئی ۲۰۱۷ء

تعداد: ایک ہزار

تبلیغی ہدیہ:

تصحیح کنندگان: مولانا مفتی محمد احمد قادری مدرس جامعہ غوث اعظم رحیم یار خان

آخر: محمد عمران مجیدی متعلم جامعہ غوث اعظم رحیم یار خان

نوٹ: تصحیح کی حتی الوسع پوری کوشش کی گئی ہے پھر بھی اغلاط کا امکان ہے۔
اگر کوئی غلطی نظر آئے تو ادارہ کو مطلع فرما کر ممنون فرمائیں۔

ملنے کے پتے: مکتبہ غوثیہ نیو سبزی منڈی کراچی۔
مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی
کاظمی کتب خانہ رحیم یار خان
مکتبہ مہریہ کاظمیہ عیدگاہ ملتان
مکتبہ قادریہ نزد دربار شریف حضرت داتا گنج بخش لاہور
علامہ سید محمد ارشد بخاری گرد اسٹیشن فیصل آباد
حاجی محمد اشرف آدم نورانی سٹی بازار سکھر

☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم و آلہ و صحبہ اجمعین

سخن اولین :-

کم و بیش عرصہ ایک سال قبل سندھ سے نعت خوانی کے متعلق ایک طویل استفتاء موصول ہوا تھا جسمیں بلا نام و پتہ کسی شخص کے نعت خوانی پر کئے گئے اعتراضات کے جوابات کا مطالبہ کیا گیا تھا جن کے انتہائی مثبت اور خالص علمی انداز میں جوابات پیش کئے گئے۔

بعض ذی علم حضرات نے ملاحظہ فرما کر مشورہ ارشاد فرمایا کہ یہ اعتراضات چونکہ معاشرہ میں سوشل میڈیا وغیرہ کے ذریعے جانب مخالف سے بہت پھیلا دیئے گئے ہیں۔ اور ہر مخالف کی زبان پر ہیں اسلئے "انظر الی ماقال و لا تنظر الی من قال" (یعنی اسکو دیکھو کہ کیا کہا یہ نہ دیکھو کہ کس نے کہا) کے حسب فلسفہ ان کا منظر عام پر آنا بے حد مفید ہوگا۔

بناء علیہ اس سے سروکار رکھے بغیر کہ اعتراضات کس نے کیے محض احقاق و اظہار حق اور رد و ابطال باطل کے جذبہ سے یہ سطور بغرض افادہ عام پیش خدمت کی جارہی ہے۔

واللہ یقول الحق و ھو یھدی السبیل

عبدالمجید سعیدی رضوی غفرلہ

رائے گرامی

ضیغم اسلام، سند الخطباء والاعلام، حضرت علامہ سید ابو حفص مظفر شاہ صاحب قادری دامت برکاتہم (خطیب اعظم جامع مسجد حبیبیہ دھوراجی کالونی کراچی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی
رسول اللہ وآلہ وصحبہ ہدواہ ملک اللہ

آبروئے ما ز نام مصطفیٰ است　(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ایمان کی اصل اور بنیاد محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اسی لئے اکابر امت نے ہر اس نیک اور جائز عمل کی تائید کی بلکہ اس پر ضخیم کتب تحریر کیں اور مضبوط دلائل قائم کئے جو عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا باعث ہے۔

جذبہ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قلوب میں زندہ رکھنے اور روحوں کو مزید تازہ اور بیدار رکھنے کا ایک مؤثر طریقہ نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

اسی طرح میلاد والنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عنوان سے محافل اور اجتماعات بھی اسی بنیادی سبق کی یاد آوری کا ایک مؤثر طریقہ ہیں۔

ان محافل کی ظاہری صورت وہیئت تو درجہ استحباب تک ہوتی ہے مگر ان معمولات حسنہ سے جو بنیادی امر کا اہم پیغام ملتا ہے وہ ضروریات دین سے متعلق ہوتا ہے جو عشق رسول اور تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ بدمذہبوں کے مقابلہ میں اہلسنت کی حقانیت کی بنیادی وجہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و توقیر کرنا ہے۔

دیگر فرائض وواجبات سے کس کو انکار ہوسکتا ہے مگر نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم اور ذکر کمالات وشان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصلاً ان تمام عبادات کی مقبولیت کی دلیل ہے کیونکہ یہ کام عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیداری کا باعث ہے۔ جبکہ کوئی فرض وواجب اسوقت تک مقبول نہیں جب تک عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہو اور قلب، ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بزرگی اور محبت کے جذبہ سے سرشار نہ ہو۔

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مفتی عبد المجید خان سعیدی رضوی دامت برکاتہم العالیہ نے اس رسالہ مبارکہ میں اسی حقیقی اور بنیادی امر کی اہمیت پر کلام فرمایا ہے۔

نیز معاشرہ میں ان مقدس معمولات کے خلاف پائی جانے والی ایک چھپی سازش کا بڑی متانت سے مقابلہ اور ٹھوس دلائل سے اسکا محاسبہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس پر جزائے خیر عطا فرمائے اور رسالہ کو مقبول عام اور ہر طرح سے نافع خلق بنائے۔ قارئین اس رسالہ کو جذبہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تناظر میں مطالعہ فرمائیں۔ اور اپنے گردوپیش میں ہونے والی ہر اس بولی اور گفتگو پر کڑی نظر رکھیں۔ جو اس پاکیزہ جذبہ کے ختم کرنے یا ٹھنڈا کرنے کے درپے ہو۔

احقر سید مظفر شاہ اختر القادری
امام وخطیب جامع مسجد حبیبیہ دھوراجی کالونی کراچی
۲۲ رجب المرجب ۱۴۳۸ھ
مطابق ۲۰ اپریل ۲۰۱۷ء بروز جمعرات

سوال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فیض یافتہ غزالی زماں رازی دوراں قبلہ کاظمی صاحب وشیخ القرآن والحدیث

مفتی اقبال سعیدی رضوی رحمۃ اللہ علیہما

عالی مقام حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالمجید خان سعیدی رضوی حفظہ اللہ تعالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے مزاج گرامی بخیر ہونگے۔ بعد از احترام عرض ہے کہ پچھلے دنوں ایک بین الاقوامی شہرت یافتہ ثنا خواں نے دوران نعت خوانی ،نعت خوانی و نعت خوانوں کی فضیلت بیان کرتے ہوئے کچھ اس طرح فرمایا "اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اگر عشق رسول قلوب میں پیدا کرنا چاہتے ہو تو خوش الحان نعت خوانوں سے نعتیں سنا کرو۔

آج کل نعت خوانوں پر بڑی باتیں ہورہی ہیں نعت خواں ایسے ہیں ویسے ہیں سن لو! پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتیں۔ ہر فیلڈ (میدان) میں ایسے لوگ ہوتے ہیں اس سے پوری فیلڈ خراب نہیں ہوتی۔ یاد رکھنا میرے بھائیو! نعت خواں سے محبت کرو۔ جب بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی گئی اس میں حسان بن ثابت بھی تھے لیکن میری ماں عائشہ ان سے ناراض نہ ہوئیں کیونکہ بیٹا تو میرے محبوب کے گیت گاتا ہے۔ نعت خواں سے محبت کرو یہ نعت خواں تمہیں نعت سنا کر مدینے پہنچاتے ہیں تمہارے لیے تمہارے عشق کا سامان بنتے ہیں۔ اور نعت سن کر محبوب کی

محبت میں جو اشک بہتے ہیں جو آنسو نکلتے ہیں اس کا سبب بھی نعت خواں بنتے ہیں تو میرے پیارے بھائیو! نعت خواں سے محبت کرو ہر نعت خواں ایک جیسا نہیں ہوتا اور جو اگر کوئی ایسا ہے تو اس کے لیے دعا کرو کہ اللہ اسے اچھا کردے۔ یہ نہ کہ اس کو بھگاؤ یہ ہمارا کام نہیں ہے بھگانا۔ اگر غلط کررہا ہے بھائی ہے اس کو اپنے پاس بلا کر اس کو بٹھا کر سمجھا کر بیٹا ایسا نہ کر۔ یہ ہے طریقہ۔

مذکورہ بالا تقریر پر ایک پاکستانی مفتی صاحب جو کہ عرصہ دراز سے نعت خوانوں کے خلاف تحریک چلا رہے ہیں اور عوام میں نعت خوانوں پر بہت تنقید فرماتے ہیں یہاں تک کہ نعت خوانوں کو اداکار و فنکار کے لقب سے ملقب فرماتے ہیں نے ثناء خواں موصوف کو زجر و توبیخ کی اور اس سے تحریرا معافی مانگنے کا مطالبہ بھی کیا۔ ثناء خواں موصوف پر مفتی صاحب نے بنیادی طور پر دو اعتراضات کیئے۔

۱۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق واقعہ افک کو اہانت آمیز انداز میں بیان کرنا۔

۲۔ حدیث میں اپنی طرف سے معنوی تحریف کرنا۔

مفتی صاحب مذکور کا تبصرہ یا تردیدی بیان نف ہذا ہے۔ ملاحظہ فرما کر جو شرعی حکم بنتا ہو بیان فرمائیں۔ اللہ تعالی آپ کو عمر خضر عطا فرمائے۔ آمین

اب ملاحظہ فرمائیں مفتی صاحب موصوف کا تبصرہ۔

مفتی صاحب کا تبصرہ اور تردیدی بیان:۔

ایک وقت تھا کہ بعض لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کی ا[illegible] کے لیے دلیل کے طور پر "واقعہ افک" کا حوالہ دیا کرتے تھے۔ جو لوگ اس طرح کے بیانات جاری کرنے کی جسارت کر رہے ہیں کوئی ان سے پوچھے کہ کیا وہ اپنی ماں کا نام ایسے حوالوں کے ساتھ دینا پسند کریں گے؟

یہ "کلمة الحق ارید بها الباطل" کے مصداق، اہانت آمیز انداز میں واقعے کی غلط تعبیر ہے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نعت خوانی بطور پیشہ نہیں اپنایا تھا۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کفار و منافقین کی ہجو اور طعن کے جواب اور ناموس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحفظ اور دفاع کے لیے فن شاعری کو استعمال کیا، حدیث پاک میں اس کے لیے "منافح" کا لفظ آیا ہے جس کے معنی "مدافع" (Defender) کے ہیں۔ حدیث مبارک کے اصل کلمات یہ ہیں۔

"عن عائشه رضي الله عنها قالت استاذن حسان النبي صلى الله عليه وآله وسلم في هجاء المشركين قال: كيف بنسبي فقال حسان لاسلنك منهم كما تسل الشعرة من العجين , وعن ابيه قال : ذهبت اسب حسان عندعائشة فقالت : لاتسبه فانه كان ينافح عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم

ترجمہ: عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں: "حسان رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرکین کی ہجو کرنے کی اجازت طلب کی، تو نبی صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے فرمایا: "میرے نسب کا کیا ہوگا؟" اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشرکین سے نسبی قرابت تھی، کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی ہجو کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب پر بھی انگلی اٹھے)۔ حضرت حسان نے کہا: میں آپ کو مشرکین سے اس صفائی سے نکال لوں گا، جیسے بال کو گوندھے ہوئے آٹے سے نکال لیا جاتا ہے" عروہ بن زبیر نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ میں حضرت عائشہ کے سامنے حضرت حسان کو برا کہہ رہا تھا تو حضرت عائشہ نے فرمایا ان کو برا نہ کہو وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دفاع کرتے تھے (صحیح بخاری 3531)۔

علامہ ابو نعیم اصفہانی کی تالیف "معرفة الصحابة" میں منافح کا لفظ بھی آیا ہے، اس کے معنی بھی دفاع کرنے کے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں حضرت حسان بن ثابت بن منذر بن حرام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شاعر تھے جو کفار کی طرف سے آپ پر عائد کیے جانے والے جھوٹے الزامات کا دفاع کرتے تھے اور آپ کی ناموس کی حفاظت کرتے تھے۔ روح القدس سے ان کی تائید ہوتی تھی۔

ان کی کنیت ابو عبدالرحمن تھی اور ایک روایت کے مطابق ابو الولید تھی۔ چونکہ وہ اپنی شاعری کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دفاع کرتے تھے، اس لیے انہیں "ابو الحسام" بھی کہا جاتا تھا۔ (حسام کے معنی قاطع تلوار اور عرب میں یہ کنیت [illegible] کے لیے بولی جاتی تھی)۔ انہوں نے 120 سال زندگی پائی یعنی ساٹھ سال دور جاہلیت اور ساٹھ سال عہد اسلام میں۔ چنانچہ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: تم نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو کی تو میں نے ان کے دفاع میں جواب دیا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں میرے لئے "اس میں جزا ہے" اور اسی طرح صحیح مسلم میں ہے:

عروہ حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں منبر رکھتے تھے اور وہ اس پر کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان بیان کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ روح القدس سے حسان کی تائید فرماتا ہے، کیونکہ انہوں نے ناموس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دفاع کیا ہے" مزید لکھا ہے کہ "نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسان کے لیے منبر رکھا اور وہ اس پر مشرکوں کی ہجو بیان کرتے تھے۔ (معرفۃ الصحابہ، ج ۲ ص ۱۱۰)

سو حضرت حسان کا کردار اس عہد کے تناظر میں فن شاعری کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناموس کا دفاع تھا۔ کیونکہ اس دور میں شاعری ایک موثر میڈیا تھا، یہی وجہ ہے کہ عہد جاہلیت میں حج کے موسم میں منیٰ کے مقام پر عکاظ، ذوالمجنہ اور ذوالمجاز کے نام سے بازار اور میلے لگتے تھے اور اس کے موقع پر ہر قبیلے کے مایہ ناز خطباء و علماء و شعراء اپنے اپنے قبیلے کی شان بیان کرتے تھے اور فخر و مباہات کا اظہار کرتے تھے اور اسی طرح عمدہ اشعار میں مخالفین کی ہجو بیان کرتے تھے اور حضرت حسان بن ثابت نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دفاع کرتے ہوئے اس کا جواب دیا، لوگوں نے اسے ذریعہ معاش بنا دیا اور سادہ لوح اہل محبت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے والہانہ عقیدت و محبت کو ابھار کر لوٹ نچھاور کرنے کا اصول پیدا کر دیا۔ اس طرح کا نعتیہ کلچر نہیں تھا، جیسے آج کل اختیار کر لیا ہے اور دین کی باقی ترجیحات کو پس پشت ڈال دیا ہے اس سے ملتی جلتی کوئی مثال عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عہد صحابہ میں نہیں ملتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے بڑے اور سچے عاشق وہ تھے جنہوں نے ناموس رسالت کے دفاع اور شجر اسلام کی آبیاری کے لیے

اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ نعت خواں دین کے شارح بن کر سامنے آگیں۔

جہاں تک واقعہ افک میں حضرت حسان کے کردار کا تعلق ہے تو دیگر ذمہ داران کی طرح ان پر بھی حد قذف جاری کی گئی تھی۔ چنانچہ شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں: "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد نبوی میں ایک خطبہ پڑھا اور سورہ نور کی آیتیں تلاوت فرما کر مجمع عام میں سنا دیں اور تہمت لگانے والوں میں سے حضرت حسان بن ثابت، حضرت مسطح بن اثاثہ اور حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہم اور رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کو حد قذف کی سزا میں اسی اسی درے مارے گئے۔ (مدارج النبوۃ، ج ۲، ص ۱۴۳)"

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی متوفی 852ھ لکھتے ہیں: عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اقام حد القذف علی الذین تکلموا بالافک لکن لم یذکر فیھم عبداللہ بن ابی و کذا فی حدیث ابی ھریرۃ عند البزار: ترجمہ "حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تہمت لگانے والوں پر حد قذف جاری فرمائی، لیکن اس میں عبداللہ بن ابی کا ذکر نہیں ہے، بزاز نے حضرت ابوہریرہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ (فتح الباری، ج ۵، ص ۴۳۰ دار المعرفۃ بیروت)"۔

ہمارے نزدیک نبی معصوم ہیں یعنی ان سے معصیت کا صدور ہونا محال ہے کیونکہ اگر ان سے معصیت کا صدور ممکن مانا جائے تو وحی ربانی کی صداقت و ثقاہت اور حجت قطعیہ ہونا مشتبہ ہو جائے گا۔ البتہ صحابہ کرام کے محفوظ ہونے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ ان سے معصیت کا صادر ہونا ہی ناممکن ہے، عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ

سلم میں صدور الٰہی جاری ہونے کی چند مثالیں موجود ہیں۔ صحابہ کرام کے محفوظ ہونے کے معنی یہ ہیں اگر بشری تقاضے کے تحت ان سے کسی خطا کا صدور ہو جائے تو اللہ تعالی مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت و تربیت اور انوار و تجلیات نبوت کے فیضان کی برکت سے ان کو توبۃ النصوح اور توبۃ مقبولۃ مرضیہ کی توفیق مرحمت فرماتا تھا اور وہ دنیا سے قلب مصفا اور روح مزکی کے ساتھ تشریف لے گئے۔ بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بشری تقاضے کے تحت جو لغزشیں سرزد ہوئیں ضرورت شرعی کے بغیر ان کا بیان بھی ممنوع ہے۔ تاکہ عام لوگوں کے قلوب و اذہان میں ان کی شان و عظمت میں فرق نہ آئے نعت خوانوں کو یہ حق نہیں دیا جا سکتا کہ وہ ان نازک مسائل پر بات کریں اور بعض واقعات کو اپنے مفاد میں استعمال کریں۔

امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں: ولا نذکر الصحابۃ الا بخیر۔ ترجمہ: ہم صحابہ کرام کا ذکر کلمات خیر کے ساتھ ہی کریں گے۔

اس کی شرح میں علامہ علی بن سلطان القاری الحنفی المحدث الفقیہ لکھتے ہیں۔

"مجتمعین و منفردین وفی نسخۃ ولا نذکر احدا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (الا بخیر) یعنی وان صدر من بعضھم بعض ماھو فی الصورۃ شر فانہ اما کان عن اجتھاد ولم یکن علی وجہ فساد من اصرار وعناد بل کان رجوعھم الی خیر معاد بناء علی حسن الظن بھم وبقولہ علیہ الصلاۃ والسلام: (خیر القرون قرنی) وبقولہ علیہ الصلاۃ والسلام: (اذا ذکر اصحابی فامسکوا)

ترجمہ: "یعنی بحیثیت مجموعی تمام صحابہ میں سے ہر ایک کا ذکر خیر کے ساتھ

ہی کرنا چاہئے، اور ایک نسخے میں ہے ہم اصحاب رسول کا ذکر خیر کے ساتھ ہی کریں گے۔ یعنی اگر ان میں سے کسی سے کوئی ایسی بات صادر ہو جو ظاہری صورت میں برائی ہے تو وہ یقینا خطاء اجتہادی ہوگی اور فساد پر اصرار اور عناد کی بنا پر نہیں ہوگی۔ بلکہ (ہر مومن کا) حسن ظن ہونا چاہئے کہ اپنی حسن عاقبت کے لیے انہوں نے اس بات سے (توبہ اور) رجوع یقینا کیا ہوگا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: (میرا عہد بہترین ہے، بخاری 2652) اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا فرمان ہے: جب میرے صحابہ کا ذکر آئے تو ان کی بدگوئی سے زبان کو روکو، (ص 126)۔

آج کل ایک آفت یہ ہے کہ زیر بحث نعت خواں عقل کل بن گئے ہیں۔ موصوف پہلے نعت کا شعر پڑھتے ہیں پھر اس کی تشریح فرماتے ہیں اس کے بعد تقریر فرماتے ہیں پہلے یہ اپنے دائیں بائیں ہمنوا بٹھا کر اللہ تعالی کے اسم جلالت کو نعت کے تابع رکھ کر موسیقی کی جگہ استعمال کرتے تھے علماء کے دباؤ کے بعد اس سے دست بردار ہوئے اور جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور/شیخوپورہ کے سالانہ جلسے میں باقاعدہ رجوع کا اعلان کیا لیکن رسی جل جاتی ہے مگر بل نہیں جاتا۔

مفتی صاحب موصوف کا تبصرہ ختم ہوا۔

سائل محمد عبداللہ از حیدرآباد، سندھ، پاکستان

الجواب وباللہ التوفیق والتسدید

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

وعلی الہ و صحبہ و تبعہ اجمعین

عزیزی! سلمہ اللہ تعالی وعلیکم السلام ثم السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

سوالنامہ نیز بغیر نام کسی مجیب فاضل کے جواب کی کاپی موصول ہو کر کاشف مالھما ہوئے

تو جوابا عرض ہے کہ بر تقدیر صدق بیان وصحت سوال صورۃ مسؤلہ میں ثنا خوان مذکور کے مذکورفی السؤال بیان میں از روئے شرع، ام المؤمنین حضرت صدیقہ بنت صدیق سیدہ عائشہ اور امام نعت گویان سرور دو جہاں حضرت سیدنا حسان (رضی اللہ عنہم الرحمن) کی شان اقدس میں نہ تو کسی قسم کی کوئی توہین ہے اور نہ ہی اس سلسلہ کی بیان کردہ روایت میں کسی طرح کی کوئی تحریف ہے۔

ثنا خوان مذکور کا حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے متعلق پیش کردہ حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا حوالہ بھی صحیح ثابت ہے اور جس غرض کے لئے اسے پیش کیا گیا ہے، وہ بھی موجہ، درست اور ایک ناقابل تردید حقیقت ثابتہ ہے جو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا خوانی کا کار فضیلت اور آپ کے ثنا خواں کا ذو فضیلت ہونا ہے۔

بناءً علیہ پیش کردہ تبصرہ میں بعض فضلاء کا اسے توہین وتحریف پر مشتمل قرار دینا بالکل بے جا، قطعاً غیر صحیح، نہایت درجہ غلط اور بذات خود توہین وتحریف کا آئینہ دار اور طریقہ اہل سنت کے برخلاف نیز وطیرہ اہل تنقیص کے موافق ہونے کے باعث

انتہائی قابل مذمت ہے۔

مجیب فاضل مذکور کا ثنا خوان موصوف سے توبہ اور اس کے اعلان کرنے کا مطالبہ بھی غلط تھا لیکن اس وجہ سے نہیں کہ توبہ کرنا کرانا کوئی قابل اعتراض امر ہے اور نہ اس لئے کہ "توبۃ السر بالسر والعلانیۃ بالعلانیۃ" کا حکم نادرست ہے بلکہ محض اس بناء پر کہ یہ مطالبہ کسی شرعی وجہ کے بغیر اور مذکورہ فتوی ساقط الاعتبار ہے۔ نیز اس لئے بھی کہ توبہ تو خود مجیب مذکور پر فرض تھی اور ہے کیونکہ انہوں نے اپنے تبصرہ کے مطابق خود ہی توہین وتحریف کی ان سنگین غلطیوں کا ارتکاب کیا ہے جنہیں انہوں نے ثنا خوان موصوف کے ذمہ لگانے کی کوشش کی ہے۔ جیسا کہ آئندہ سطور میں آرہا ہے۔

اب پڑھیے جواب کی تفصیل جس میں حسب سطور بالا مجموعی طور پر تین امور کا بیان ہونا لازم ہے یعنی

۱۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے متعلق حوالہ کا ثبوت

۲۔ اس حوالہ کا نعت خوانی اور نعت خواں کی فضیلت کی دلیل ہونا۔ اور

۳۔ ثنا خواں موصوف کے بیان کا توہین وتحریف سے منزہ ہونا نیز مجیب فاضل کے تبصرہ کا غلط ہونا جو حسب ذیل ہے۔

امر اول دوم (حضرت حسان کے متعلق حضرت ام المؤمنین کے ارشاد کا حوالہ نیز اس کے نعت خواں کی فضیلت کی دلیل ہونے) کا بیان

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے متعلق حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا پیش کردہ حوالہ درست ہے

چنانچہ صحیحین (وغیرہما) میں ہے کہ حضرت ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حقیقی بھانجے عروہ (تابعی) نے کہا کہ ایک بار میں حضرت حسان کو حضرت ام المؤمنین کے ہاں حاضر دیکھ کر انہیں واقعہ افک میں شامل ہونے کی بناء پر برا بھلا کہنے لگا۔

ام المؤمنین نے فرمایا: "لا تسبه" وفی روایة "یا ابن اختی دعه" فانه کان ینافح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"۔

میرے بھانجے! انہیں کچھ نہ کہو اور ان کے بارے میں زبان مت کھولو کیوں کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دفاع کرتے تھے۔

ملاحظہ ہو (بخاری عربی ج ۱ ص ۵۰۰ کتاب۔ ج ۲ ص ۵۹۷ کتاب المغازی ص ۹۰۹ کتاب التفسیر طبع کراچی، صحیح مسلم عربی ج ۲ ص ۳۰۰ کتاب الفضائل طبع کراچی)

نیز انہی (عروہ) کا کہنا ہے: کانت عائشة تکره ان یسب عندها حسان وتقول انه الذی قال فان ابی و والده وعرضی۔ لعرض محمد منکم وقاء (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

مسلم شریف کے ایک نسخے میں و والدہ کی بجائے و والدتی کے لفظ ہیں

-

یعنی واقعہ افک کا حصہ بننے کے باوجود حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت حسان کو برا بھلا کہنے کو ناپسند کرتیں اور فرماتی تھیں یہی شخص تو ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف داری کرتے ہوئے کافروں کو للکارتے ہوئے کہتے تھے کہ میرے ماں

باپ۔ میرے دادا اور میری عزت سب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کے لئے ڈھال ہیں (یعنی مجھے اور میرے بزرگوں کو جتنی مرضی آئے سخت سست کہو لیکن سرکار کے بارے میں زبان کھولی تو گدی سے نکال لوں گا۔

یا یہ (ترجمہ ہے) کہ جب سے میں نے یہ میدان سنبھالا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بجائے مجھے اور میرے ماں باپ کو گالیاں پڑتی ہیں۔ اس کا جتنا شکر ادا کروں کم ہے کہ میں اور میرا خاندان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت وعظمت کے آگے ڈھال ہے)۔

ملاحظہ ہو (صحیح بخاری ج ۲ ص ۵۹۳ کتاب التفسیر، صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۰۱ کتاب الفضائل طبع کراچی)

علاوہ ازیں معروف تابعی مسروق کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حسان نے حضرت عائشہ کی خدمت میں آنے کی اجازت طلب کی تو میں نے ام المؤمنین سے کہا آپ ان کو اجازت مرحمت فرماتی ہیں جب کہ یہ واقعہ افک کا حصہ تھے؟

فرمایا: "اولیس قد اصابه عذاب عظیم وای عذاب اشد من العمی وقالت وکان یرد عن رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم" یعنی اس لئے ان کا احترام اور ان سے درگزر کرتی ہوں کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کی پاسبانی کرتے تھے۔

رہا افک میں ہونا؟ تو وہ اس کا خمیازہ آنکھیں چھن جانے کی شکل میں بھگت چکے ہیں اور اس سے بڑھ کر اذیت اور کیا ہو سکتی ہے؟

ملاحظہ ہو (صحیح بخاری ج ۲ ص ۵۹۷، ص ۶۹۹ کتاب المغازی، صحیح مسلم ج ۲ ص

۳۰۰ کتاب الفضائل)

اقول: اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ حضرت ام المؤمنین کا حضرت حسان کے متعلق پیش کردہ حوالہ بھی صحیح ثابت ہے جو حدیث کی چوٹی کی کتابوں (صحیح بخاری اور صحیح مسلم) میں (متفق علیہ طریقے سے) موجود ہے۔

نیز یہ بھی مضمون حدیث سے صاف صاف اور غیر مبہم طور پر واضح ہے اور اس کے الفاظ اپنے اس منطوق میں نہایت درجہ صریح ہیں کہ

ام المؤمنین حضرت حسان کو برا بھلا کہنے سے محض اس وجہ سے منع فرماتیں اور افک کے معاملے کے باوجود ان کا احترام اس وجہ سے کرتی تھیں کہ انہیں اپنے کلام کے ذریعہ حضور والا کی عزت کی پاسبانی کرنے کا شرف حاصل تھا لہٰذا یہ زیر بحث امر دوم کی بھی دو ٹوک دلیل ہے۔ والحمد للہ

یہاں پر لطف امر یہ ہے کہ مجیب فاضل نے بھی اپنے پیش نظر تبصرہ میں اس مضمون کو صحیح بخاری کے حوالے سے استناداً نقل کیا اور معرفۃ الصحابہ لابی نعیم کے حوالے سے حضرت عائشہ صدیقہ کی اس روایت کا بھی صحیح ثابت ہونا مان لیا ہے کہ "حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسان کے لئے منبر بھی رکھا۔"

ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

امر سوم (توہین وتحریف نہ ہونے اور فتویٰ کے غلط ہونے) **کا بیان**

شاہ عنوان مذکور کے مذکور فی السوال بیان میں حضرت ام المؤمنین یا حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سے کسی کی شان میں توہین تو کجا، اس کا شائبہ بھی نہیں ہے کیوں کہ اس میں نہ تو توہین کا لفظ ہے، نہ انداز توہین والا ہے اور نہ ہی اس

کے پیش کرنے سے توہین کرنا مقصود ہے بلکہ اسے جس مقصد کے لیے لایا گیا ہے (یعنی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت خوانی اور آپ کے نعت خواں کے ذو فضیلت ہونے کو بیان کرنا) وہ صحیح اور خود مضمون روایت میں خود ام المؤمنین کی زبانی صراحت کے ساتھ موجود ہے جیسا کہ ابھی امر اول ودوم کے زیر عنوان با حوالہ گزر چکا (جس میں مجیب فاضل کا اعتراف بھی شامل) ہے۔

بنا بریں مجیب موصوف کے توہین وتحریف کے دعاوی قطعاً بے بنیاد ہیں۔

پڑھئے ذیل میں اس کی تفصیل

حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق دعوی توہین کی حقیقت:۔

مجیب فاضل نے حضرت حسان کے متعلق اپنے دعوی توہین کی دلیل دیتے ہوئے "صحابی کے بارے میں نامناسب جسارت" کا عنوان دے کر لکھا ہے کہ: "کلمۃ الحق ارید بہ الباطل" کے مصداق اہانت آمیز انداز میں واقعے کی غلط تعبیر ہے۔"

نیز یہ کہ بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بشری تقاضے کے تحت جو لغزشیں سرزد ہوگئیں بضرورت شرعیہ کے بغیر ان کا بیان بھی ممنوع ہے۔ امام اعظم فقہ اکبر میں اور علامہ علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں: "ولا نذکر الصحابۃ الا بخیر" اہ ملخصا (فتوی ۱۰۲)

جواباً عرض ہے کہ

اولاً: ثناء خواں مذکور حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے اس واقعہ کو نعت خوانی اور نعت خوانِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذو فضیلت ہونے کے ثبوت کی ضرورت کے پورا کرنے کے مقصد سے لائے ہیں۔ اس طرح سے انہوں نے جو کچھ کیا ہے گویا مجیب موصوف ہی کے مشورہ کے مطابق کیا ہے۔ پس اعتراض خود بخود کافور اور ھباء منثورا ہو گیا۔

ثانیاً: اگر توہین ہونے کا یہی معیار ہے تو اس سے امام بخاری اور امام مسلم سمیت دیگر جلیل القدر محدثین اور علماء اسلام بھی معاذ اللہ توہین کے مرتکب قرار پا جائیں گے جنہوں نے اس واقعہ کو حضرت حسان کے متعلق اپنی اپنی کتب میں روایت یا نقل فرمایا ہے جو ظاہر ہے کہ کسی طرح صحیح نہیں۔

ثالثاً: اپنے ذکر کردہ اس معیار سے مجیب فاضل ام المؤمنین کے حقیقی بھانجے تابعی جلیل حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کو تو بہرحال حضرت حسان کی توہین کرنے والا قرار دے گئے ہیں کیونکہ موصوف نے ان کے متعلق یہ لکھ دیا ہے کہ "میں حضرت عائشہ کے سامنے حضرت حسان کو برا کہہ جاتا تھا" ملاحظہ ہو (تبصرہ ص ۱)

کیونکہ جب صرف واقعہ کا ذکر کرنا بھی توہین ہے تو "برا کہنا" کیوں توہین نہیں؟

لہٰذا مجیب فاضل اس موقع پر دو گونہ الجھن میں ہیں۔ کچھ بولتے ہیں تو بھی جرم بنتا ہے نہیں بولتے تو بھی جرم قرار پاتا ہے۔

رابعاً: اس معیار کو درست تسلیم کر لینے کی صورت میں بنیادی طور پر سب سے پہلے خود مجیب فاضل اس کی زد میں آئیں گے کیونکہ انہوں نے اس مسئلہ پر عمل کرنے کی

بجائے اس کی صریحاً خلاف ورزی کی ہے اور کسی ضرورت کے بغیر ثناء خواں مذکور کی بہ نسبت زیادہ اس کی تفصیل خود بیان کی اور وہی کچھ لکھ دیا جسے وہ دوسروں کے لئے ممنوع قرار دے رہے تھے۔

ع لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا۔ ومن حفر بیرا لاخیہ فقد وقع فیہ

چنانچہ اس مقام پر انہوں نے لکھا ہے کہ:

"واقعہ افک میں حضرت حسان پر بھی حد قذف جاری کی گئی اور انہیں سزا میں اسی کوڑے مارے گئے"۔ ملاحظہ ہو (فتویٰ ص ۲)

جب کہ اس کی چنداں ضرورت نہ تھی کیوں کہ اس کے متعلق ان سے کوئی سوال ہی نہیں ہوا، بلکہ یہ انہوں نے بلا وجہ از خود لکھ دیا ہے۔

بلکہ ایک اور صحابی حضرت مسطح اور صحابیہ حضرت حمنہ رضی اللہ عنہما کے متعلق بھی مجیب فاضل نے یہی لکھ دیا ہے کہ ان کو بھی سزا کے طور پر اسی اسی درے مارے گئے نیز ان کا تذکرہ موصوف نے رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی کے ساتھ ملا کر کیا ہے۔ ملاحظہ ہو (تبصرہ ص ۲)

جب کہ ان کے ذکر کرنے کی تو قطعاً بالکل کوئی ضرورت نہیں تھی کیونکہ ان کے بارے میں تو کسی قسم کی کوئی بحث ہی نہیں تھی تو مجیب فاضل نے اپنے طور پر ایک تابعی اور تین صحابہ کرام کی سخت توہین کی ہے۔ (والعیاذ باللہ)

خلاصہ یہ کہ مجیب فاضل کا ثناء خواں مذکور پر حضرت حسان کی توہین کرنے کا الزام بالکل برعکس ہے۔ ان کے بیان کردہ معیار کو درست مان لینے کی تقدیر پر وہ خود ہی اس کی لپیٹ میں آ گئے۔

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

مجیب فاضل کی بہت بڑی چوک:

صحیح بخاری میں حضرت عروہ کی اس روایت کے شروع میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ الفاظ لکھے ہیں "وعن ابیہ قال"

اقول: "ابیہ" کے الفاظ میں "ہ" ضمیر کا مرجع عروہ کا بیٹا ہشام ہے جو روایت ھذا کی سند میں مذکور ہے۔

ملاحظہ ہو (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۰۰)

نیز اسی بخاری شریف میں دوسرے مقام پر اس کی تصریح بھی ان لفظوں سے موجود ہے۔ "عن ھشام عن ابیہ قال"

ملاحظہ ہو (صحیح بخاری ج ۲ ص ۵۹۷)

بناءً علیہ ان الفاظ کا ترجمہ یہ ہوگا کہ "ہشام نے اپنے والد (عروہ) سے روایت کیا انہوں نے کہا الخ جب کہ مجیب فاضل نے اپنے پیش نظر تبصرہ میں اس عبارت کے الفاظ میں "ہ" ضمیر کا مرجع ہشام کی بجائے عروہ کو بنایا اور صراحت کے ساتھ اس کا ترجمہ اس طرح کر دیا ہے کہ "عروہ بن زبیر نے اپنے والد سے روایت کی"۔ ملاحظہ ہو (تبصرہ ص ۱)

اس طرح سے انہوں نے عروہ کی بجائے ان کے والد یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی پھوپھی زاد بھائی اور احد العشرۃ المبشرۃ جلیل القدر صحابی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو حضرت حسان کا برا بھلا کہنے والا بنا دیا ہے جو ان کی فحش غلطی

ہے۔ مانیں یا نہ مانیں ان کی مرضی۔

ایک اور کمال:۔

"کلمۃ حق ارید بھا باطل" حضرت شیر خدا مولائے مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا مشہور ارشاد ہے جو آپ نے خوارج کے رد میں فرمایا تھا جب کہ انہوں نے مسئلہ تحکیم کو رنگ آمیزی سے شرک قرار دے کر معاذ اللہ آپ کو مشرک کہا تھا۔

مجیب فاضل نے یہاں دو کمال دکھائے ہیں۔ ایک یہ کہ "حق" اور "باطل" کے الفاظ جو اصل روایت میں نکرہ اور غیر معرف باللام تھے، انہوں نے انہیں معرفہ اور معرف باللام بنا کر ارشاد مرتضوی کا حلیہ بگاڑ دیا ہے دوسرا کمال یہ کہ موصوف نے اعداء شیر خدا خارجیوں کے رد میں وارد شدہ الفاظ کو ایک محب علی صحیح العقیدہ سنی پر پڑھ دیا اور چسپاں کر دیا ہے جس کے متعلق صحیح بخاری شریف میں شہزادہ فاروق اعظم متبع و عکس سنن نبویہ، صحابی جلیل حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عندیہ انتہائی سخت الفاظ میں مذکور ہے جس سے اس امر کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس سے حضرت شیر خدا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مقدس روحیں کتنی خوش ہوئی ہوں گی اور ان (تبصرہ نگار) کو ان کی کتنی دعائیں ملیں ہوں گی۔

حضرت ام المومنین کی توہین کے دعوی کی حقیقت:۔

حضرت ام المؤمنین کے متعلق اپنے دعویٰ توہین کی مجیب فاضل نے دلیل دیتے ہوئے کہا ہے کہ "کوئی ان سے پوچھے کیا وہ اپنی ماں کا نام ایسے حوالوں کے ساتھ دینا پسند کریں گے"؟

یہ کلمۃ الحق ارید بہا الباطل کے مصداق اہانت آمیز انداز میں اس واقعے کی غلط تعبیر ہے"۔ (تبصرہ ص ۱)

اقول: یہ بھی خود ان کے اپنے خلاف ہے کہ اس سے انہوں نے حضرت ام المؤمنین کی شان میں سخت سوءادبی (اور اپنے لفظوں میں توہین) کا ارتکاب کیا ہے کیونکہ ان الفاظ کا استعمال اس موقع سے تعلق رکھتا ہے جہاں واقع میں غلطی سرزد ہوئی ہو۔ اس معنی کی تعیین ان (تبصرہ نگار) کے اسی بحث میں لکھے گئے ان لفظوں سے بھی ہوتی ہے کہ:

"صحابہ کرام سے جو لغزشیں سرزد ہوئیں ضرورت شرعی کے بغیر ان کا بیان ممنوع ہے"۔ (تبصرہ ص ۲)

ان کی یہ عبارت گزشتہ عنوان کے تحت بھی پیش کی جا چکی ہے۔

جس سے ان کے پیش نظر الفاظ کا واضح مطلب یہ ہو رہا ہے کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد حضرت ام المؤمنین سے العیاذ باللہ لغزش تو واقع میں ہوئی تھی البتہ اسے محض ادبا ضرورت کے بغیر بیان نہیں کیا جائے گا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اس طرح سے جو الزام وہ دوسروں پر رکھ رہے تھے، وہ خود ان پر آ گیا جب کہ ثناء خواں مذکور اس سے قطعاً بری ہیں کیونکہ انہوں نے اسے حضرت ام المؤمنین پر تہمت کہا ہے حیث قال: "جب بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی گئی"۔

جب کہ مجیب فاضل کے لفظوں کا مطلب معاذ اللہ وقوع لغزش بن رہا ہے۔

بنا بریں ثناء خواں مذکور کا بیان حضرت ام المؤمنین کی عظمت و شان کے بیان

پر مبنی ہے کہ وہ قطعاً پاک تھیں۔ بالفاظ دیگر اس تہمت کا رد اور ام المؤمنین کی پاک دامنی کا بیان قرآن میں وارد ہوا لہٰذا رد کے نقطہ کی بنیاد پر اس کا ذکر کرنا تعلیمات قرآن کا حصہ ہوا پس اسے توہین کہنا غلط اور طریقہ قرآن کی نفی کے مترادف ہے۔

اقول: حقیقت یہ ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانہ پاک کے معاملات دنیا کی تمام خواتین سے بالکل مختلف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "یا نساء النبی لستن کاحد من النساء" یعنی اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج! تم دنیا کی دوسری عورتوں میں سے کسی کی مانند نہیں ہو (پارہ ۲۲ الاحزاب آیت ۳۲)

یہی وجہ ہے کہ کسی کے گھر کی خواتین کے نام اور ان کے حالات کو مجمع عام میں لوگوں کے سامنے رکھنا معیوب بلکہ جرم سمجھا جاتا ہے جبکہ ازواج مطہرات کے حالات مبارکہ کو سب کے سامنے بیان کرنا مطلوب ہے کیونکہ وہ بالخصوص خواتین امت کے لئے اسوہ ہیں۔ لہٰذا اب مجیب فاضل کے اپنے لفظوں میں "کوئی ان سے پوچھے کیا آپ نے انتہائی سخت نازیبا بات نہیں کر دی؟"

ایک مغالطہ کا رد: ۔ اس مقام پر مجیب موصوف نے لکھا ہے کہ:

"ایک وقت تھا کہ بعض لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کی نفی کے لئے دلیل کے طور پر واقعہ افک کا حوالہ دیا کرتے تھے، اب بعض نعت خواں اپنی نعت خوانی کے کاروبار اور ذریعہ معاش کو فروغ دینے کے لئے اس طرح کے بیانات جاری کرنے کی جسارت کر رہے ہیں"۔ (تبصرہ ص ۱)

اقول: یہ موصوف کا بہت بڑا مغالطہ ہے کیونکہ نفی علم غیب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دلیل کے طور پر اس واقعہ کو پیش کرنے والوں کا تعلق طبقہ اہل تنقیص سے ہے جن کا یہ

استدلال واقع میں غلط اور حقائق ودلائل کے قطعاً خلاف ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کا پاک کردار والا ہونا ضروریات دین سے ہے جس کا منکر دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ جس سے مسلمان کا بچہ بچہ واقف ہے چہ جائیکہ اس حوالہ سے کوئی گستاخ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم شریف پر بحث کرے۔ پس اس واقعہ کو آپ کے علم شریف کی نفی کی دلیل بنا کر پیش کرنا سخت جہالت اور شدید خبث باطن ہے مزید یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن میں اعلان براءت کے نزول سے پہلے ہی برسر منبر اپنے خطاب میں فرمایا تھا: "واللہ ما علمت علی اھلی الا خیرا" یعنی میں حلفیہ بیان دے کر اور اللہ کے نام کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں مجھے قطعی علم ہے کہ عائشہ اس تہمت سے بری اور بالکل پاک ہیں۔ ملاحظہ ہو (صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۹۷۔۱۰۹۶۔طبع کراچی)

الغرض نفی علم غیب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دلیل کے طور پر اس واقعہ کو پیش کرنے والے اہل سنت نہیں طبقۂ اہل تنقیص کے لوگ ہیں جبکہ ثناء خواں مذکور تو صحیح العقیدہ سنی ہے لہٰذا ثناء خواں مذکور کا اس واقعہ کو لانا اہل تنقیص کے طرز پر ہرگز نہیں ہے لیکن مجیب فاضل نے آقا کے غلاموں کو آپ کے گستاخوں سے ملا دیا ہے۔

ع جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

مزید یہ کہ مجیب موصوف کے پیش نظر الفاظ کا یہ مطلب ہونا بھی مترشح ہو رہا ہے کہ واقعہ افک کو نفی علم غیب ہی کی دلیل کے طور پر رکھنا چاہئے کیونکہ سابقہ روش یہی چل رہی ہے ثناء خواں مذکور عجیب آدمی ہیں جنہوں نے اس روش کے برخلاف قدم اٹھایا ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

لیکن اگر وہ اس سے واقعہ افک کو نفی علم غیب کی دلیل بنانے والوں کا رد فرمانا چاہتے ہیں (اور امید ہے یہی مقصد ہوگا) تو انہیں اس پر بھی توجہ دینی چاہئے کہ غیر محتاط طریقہ سے نعت خوانی اور نعت خوانوں پر بحث اور چوٹ کرنے کا طرز بھی تو انہی (اہل تنقیص) کا شعار ہے پس واقعہ افک کو نظریۂ تنقیص کا ثبوت سمجھنے والوں سے توافق غیر سے کس کا ہوا؟ یعنی مجیب فاضل کا یا ثناء خواں موصوف کا؟

ے آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

نوٹ: نعت خوانی کے کاروبار بنانے اور ذریعہ معاش کو فروغ دینے پر بحث اگلے عنوان کے تحت ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

بیان روایت میں تحریف کرنے کے دعویٰ کی حقیقت:۔

روایت میں تحریف معنوی ہونے کی مجیب فاضل نے حسب ذیل تفصیل لکھی ہے:

"حضرت حسان نے نعت خوانی کو بطور پیشہ نہیں اپنایا تھا، انہوں نے کفار و منافقین کی ہجو اور طعن کے جواب اور ناموس رسالت کے تحفظ اور دفاع کے لیے فن شاعری کو استعمال کیا۔ حدیث میں اس کے لئے منافح اور مناضل کا کلمہ آیا ہے جس کے معنی مدافع اور دفاع کرنے کے ہیں۔ لوگوں نے اسے ذریعہ معاش بنا دیا اور سادہ لوح اہل محبت کی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے والہانہ عقیدت و محبت کو ابھار کر لوٹ کھسوٹ کرنے کا اصول پیدا کر دیا۔ اس طرح کا نقشہ کچھ نہیں تھا جسے اختیار کر لیا اور دین کی باقی ترجیحات کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ بعض نعت خواں اپنی نعت خوانی کے

کاروبار اور ذریعہ معاش کو فروغ دینے کے لیے (ان کی) جسارت کر رہے ہیں۔

"اس سے ملتی جلتی مثال عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عہد صحابہ میں نہیں ملتی"۔ جس انداز سے نعت خوانوں نے حدیث کا حوالہ دیا ہے، یہ جسارت اور تحریف معنوی ہے"۔ (ملخصا) (ملاحظہ ہو ص ۲)

اقول: اس کے کئی جواب ہیں جن میں سے دو (بقدر ضرورت) حسب ذیل ہیں:۔

جواب 1 (تحریف کہنا غلط اور بذات خود تحریف ہے):

ثنا خواں مذکور کی بیان کردہ توجیہ کو تحریف معنوی کہنا غلط ہے بلکہ بذات خود تحریف معنوی ہے کیونکہ تحریف کا معنی ہے تبدیلی یعنی بدل دینا اور یہ محض اس صورت میں ہوتا ہے کہ جب کسی کلام میں دوسرے معنی کی شرعاً گنجائش نہ ہو جبکہ مانحن فیہ میں معاملہ اس کے برعکس ہے یعنی یہاں دوسرے معنی کی گنجائش ہی نہیں بلکہ حقیقی طور پر دوسرا معنی بھی موجود وملحوظ ہے۔

کچھ تفصیل اس کی یہ ہے کہ جو جذبہ صادقہ نعت خوانی کی بنیاد ہے وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہے جب کہ محبت کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ 1 محبوب کی چاہت اور 2 محبوب کے بدخواہوں سے نفرت۔

اوّل کا تقاضہ یہ ہے کہ نہ صرف محبوب کی ذات بلکہ اس سے نسبت اور تعلق رکھنے والے ہر امر کی قدر کرتے ہوئے اسے سراہا جائے اور اس کی شان بیان کی جائے۔

جب کہ دوم کا تقاضہ یہ ہے کہ محبوب پر اٹھائے جانے والے اعتراض کا

ونعیہ اور نقی شان کی ہر صورت کا ازالہ کیا جائے۔

اوّل کا نام فضائل وکمالات کا بیان کرنا اور ثانی کا نام ردّ ہجو اور دفاع کرنا ہے اور یہ دونوں مطلوب شرعی ہیں جس کے بے شمار حقائق و دلائل شرعیہ موجود ہیں (جس کی کچھ تفصیل عنقریب ابھی جواب 2 کے بعد "نعت خوانی کے مطلوب شرعی ہونے کے دلائل" کے زیر عنوان آرہی ہے)

ثنا خواں مذکور کا بیان اسی تفصیل پر مبنی ہے۔ انہوں نے نعت خوانی بمعنی بیان فضائل لیا ہے اور اسے محض اس ایک معنی سے خاص کرتے ہوئے اس کے دوسرے معنی (ردّ ہجو) سے انکار نہیں کیا لہٰذا ان کا ایسا کرنا شرعی گنجائش کے تحت ہونے کے باعث "ایک توجیہ" ہے، تحریف معنوی نہیں جب کہ مجیب فاضل نے اسے از خود ایک ہی معنی (ردّ ہجو) سے خاص کر دیا اور دوسرے معنی کی نفی کر دی ہے پس ان کا اپنا اقدام ہی غلط اور بذات خود تحریف معنوی ٹھہرا۔

"ولنعم ما قیل میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا"

جواب 2: (صحابہ کرام خصوصاً حضرت حسان کی نعت خوانی ردّ ہجو سے خاص نہ تھی):۔

علاوہ ازیں صحابہ کرام خصوصاً حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے متعلق مجیب فاضل کا یہ دعویٰ ہی بے بنیاد ہے کہ ان کی نعت خوانی محض دفاع کی حد تک تھی اور وہ محض کفار کی ہجو کا ردّ کرتے رہتے تھے کیونکہ یہ بھی ٹھوس دلائل سے ثابت ہے کہ وہ مستقل بنیادوں پر حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل ومناقب اور کمالات ومحامد کو بھی نظم کی زبان میں بیان فرماتے رہتے تھے۔

چنانچہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يضع لحسان بن ثابت منبرا في المسجد يقوم عليه قائما يفاخر عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم او ينافح ويقول رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان الله يؤيد حسان بروح القدس ما نافح او فاخر عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم"

یعنی حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں جوابی کاروائی کے طور پر اپنے اشعار پیش کرتے خواہ آپ کے اوصاف و کمالات اور عظمت و شان کو بیان کرتے ہوئے اپنا کلام پڑھتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہر صورت انہیں مسجد میں منبر پر کھڑا کرتے اور یہ بھی فرماتے کہ حسان جب تک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفاع یا بیان عظمت میں بولتا رہتا ہے تو اس دوران اللہ تعالی اس کی مدد کے لئے جبریل علیہ السلام کو کھڑا رکھتا ہے۔

ملاحظہ ہو (مشکوۃ عربی ص ۴۱۰ کتاب الآداب باب البیان والشعر بحوالہ صحیح بخاری نیز مستدرک حاکم ج ۳ ص ۶۱۶ طبع بیروت)

اقول: روایت ھذا میں "یفاخر" اور "ینافح" دونوں موجود ہیں اول کا تعلق بیان فضائل سے اور دوم کا تعلق ردّ ہجو سے ہے جو اس امر کی روشن دلیل ہے کہ حضرت حسان کی نعت خوانی صرف ردّ ہجو میں منحصر نہ تھی وہ اس حوالے سے حضور کے فضائل و مناقب کو بھی بیان فرماتے رہتے ہیں۔

لفظ "اَوْ" کی بحث:

رہا اس میں حرف "او" تو وہ یہاں صحیح تحقیق کے مطابق تخییر کے لئے

ہے۔ اسے شک کے لئے سمجھنا بعض رواۃ کا اپنا ذاتی خیال ہے جب کہ ام المؤمنین سے بھی اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ یہاں ان کے کلام میں مذکور او شک کے لئے ہے نیز جب کہ اس مقام پر اس کے شک کے لئے نہ ہونے کے ٹھوس دلائل بھی موجود ہیں جن میں سے ایک خود مجیب فاضل کی شہادت بھی ہے۔

تو لیجئے پڑھئے اس کے کچھ دلائل

دلیل 1: او کے تخییر کے لئے ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ نعت خوانی بمعنی بیان فضائل بھی خصوصیت کے ساتھ حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے مثلاً ان کا مشہور شعر ہے

و شق له من اسمه ليجله

فذو العرش محمود وهذا محمد

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

یعنی مالک عرش (اللہ تعالی) نے حضور کو بزرگی دینے کے لئے آپ کا اسم گرامی اپنے نام نامی کے مادہ (ح م د) سے بنایا ہے، چنانچہ اس جل جلالہ کا نام محمود اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام محمد ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ملاحظہ ہو (القول البدیع ص ۶۹ تالیف امام شمس الدین سخاوی شافعی علیہ الرحمۃ وغیرہ)

نیز ان کے یہ اشعار جو ہر عام و خاص کی زبان پر ہیں یہی اسکی دلیل ہیں

واحسن منک لم ترقط عینی /عين

واجمل منک لم تلد النساء

خلقت مبرأ من کل عیب
کأنک قد خلقت کما تشاء

یعنی یارسول اللہ! آپ سے بڑھ کر حسین میری آنکھ نے کیا کسی آنکھ نے بھی نہیں دیکھا۔ دیکھے کیسے کیونکہ آپ سے بڑھ کر خوبصورت کسی ماں نے جنا ہی نہیں ہے۔ آپ ہر قسم کے (ظاہر و باطن کے)

تمام عیوب سے ایسے پاک پیدا کئے گئے ہیں کہ جیسے آپ اپنی مرضی کے مطابق بنائے گئے ہوں۔

ملاحظہ ہو (دیوان حسان طبع مصر)

شیخ الاسلام مولانا انوار اللہ حیدرآبادی رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے لئے مسجد شریف میں منبر شریف رکھواتے تاکہ اس پر اشعار نعتیہ پڑھیں"

ملاحظہ ہو (انوار احمدی ص ۲۸ طبع نوریہ رضویہ لاہور مطبوعہ ۱۴۳۳ھ / ۲۰۱۲ء)

ثابت ہوا کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی شاعری محض رد ہجو میں منحصر نہ تھی بلکہ وہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل ومناقب بھی بیان فرماتے تھے۔

دلیل 2: دوسری دلیل یہ ہے کہ محققین اہل سنت اور ائمہ شان نے بھی روایت ھذا کو اسی پر محمول فرمایا ہے کہ یہاں لام تعلیلیہ ہے۔ شک کے لئے نہیں۔ چنانچہ شیخ العرب والعجم امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کا متن مع حوالہ نقل فرما کر اس کا معنوی ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "صحیح بخاری شریف میں

ام المؤمنین صدیقہ بنت صدیق صلی اللہ تعالیٰ علی زوجھا الکریم وابیھا وعلیھا وسلم سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لئے مسجد اقدس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں منبر بچھاتے، حسان اوپر کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل ومفاخر بیان کرتے، حضور کی طرف طعن ہائے کفار کا رد کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے جب تک حسان رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے اس مفاخرت یا مدافعت میں مشغول رہتا ہے، اللہ عزوجل جبریل امین سے اس کی مدد فرماتا ہے۔"

ملاحظہ ہو (فتاوی رضویہ ج ۱۰ نصف اول ص ۷۱ طبع اخوان المؤمنین لاہور ۱۹۸۶ء)

نیز اسی میں ص ۵۶ پر لکھا ہے: "حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کے لئے خاص مسجد اقدس میں منبر رکھنا اور ان کا اس پر کھڑے ہو کر نعت اقدس سنانا اور حضور علیہ السلام کا استماع فرمانا خود صحیح بخاری سے واضح"۔

ص ۹۵ پر رقم طراز ہیں: "حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اپنا ذکر شریف سنتے تو مسجد اقدس میں ان کے لئے منبر بچھاتے، وہ اس پر کھڑے ہو کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت ومدحت اور حضور کے دشمنوں، بدگویوں کی مذمت بیان کرتے کما رواہ الامام البخاری فی صحیحہ" اھ

نیز شیخ الاسلام علامہ انوار اللہ حیدرآبادی علیہ الرحمۃ نے بھی اسی مفہوم کو

بیان کیا ہے ملاحظہ" آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے لئے مسجد شریف میں منبر رکھواتے تاکہ اس پر اشعار نعتیہ پڑھیں" (حوالہ ابھی گزر چکا ہے)

دلیل 3:۔ مجلس بیان فضائل والی نعت خوانی دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے بھی ثابت ہے نیز ان کی نعت خوانی پر بھی حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خوش ہونا بلکہ بعض کو انعامات سے نوازنا بھی مروی ہے۔ یہ بھی مانحن فیہ (زیر بحث امر کے ثبوت) کی دلیل ہے۔ بعض مثالیں حسب ذیل ہیں۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے:۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی

لو کنت من شیئ سوی بشر
کنت المنور لیلۃ البدر

یعنی حضور آپ میں اگر وصف بشریت نہ ہوتا تو آپ کو شب قدر کا روشن کرنے والا (قرآن) ہی کہا جاتا۔

ملاحظہ ہو (مواہب الدنیہ مترجم اردو ج ۲ ص ۶۷ ۲)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے:۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے (یعنی حضور کے عم مکرم یا دوسری روایت کے مطابق دوسرے صحابی حضرت عباس بن مرداس) نے غزوہ تبوک سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی واپسی کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کی شان میں اپنے نظم کردہ ایک طویل قصیدہ کے پیش کرنے کی اجازت مانگی تو آپ نے اس کی اجازت

مرحمت فرمائی اور دعا بھی دی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو خندہ و فرحاں رکھے اور اسے بگڑنے سے محفوظ رکھے انہوں نے بہت بڑے اجتماع میں قصیدہ سنایا جس کے تین اشعار یہ تھے۔

وردت نار الخلیل مکتتما　　فی صلبہ انت کیف یحترق
وانت لما ولدت اشرقت الا　　رض وضاءت بنورک الافق
فنحن فی ذلک الضیاء وفی النور　　وسبل الرشاد نخترق

یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ کے الاؤ میں ڈالا گیا تو آگ میں ان کے نہ جلنے کی وجہ یہ تھی کہ آپ ان کی پشت میں (بصورت نور) جلوہ گر تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جب ولادت باسعادت ہوئی تو آپ کے نور سے روئے زمین اور آسمان کے افق منور ہو گئے۔ آج ہم جو گمراہی سے بچے ہوئے اور ہدایت کی راہ پر گامزن ہیں تو یہ سب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لائی ہوئی روشنی کی بدولت ہے۔

ملاحظہ ہو (البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۲۳ ۲ بحوالہ ابوالسکن طبع بیروت، نشر الطیب ص ۱۰۹ طبع تاج کمپنی للتھانوی وھو منھم)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے:۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے باران رحمت ہوئی۔ اس موقع پر فرمایا ابو طالب ہوتے تو اس منظر سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔ ایسے مواقع پر وہ کچھ اشعار حضور کی شان میں پڑھتے تھے۔ آپ نے ان کے سننے کی خواہش ظاہر فرمائی۔ مولیٰ علی نے عرض کی شاید حضور یہ اشعار سننا چاہتے ہیں

وابیض یستسقی الغمام بوجہہ　　ثمال الیتامی عصمۃ للارامل

تلو ذبہ الھلاک من ال ھاشم   فھم عندہ فی نعمۃ و فواضل

یعنی وہ حسن و جمال کے پیکر جن کے رخ زیبا کے طفیل بارش طلب کی جاتی ہے، یتیموں کے ماویٰ، بیواؤں کے ملجاء، بنو ھاشم کے تباہ حال لوگ بھی جن کی پناہ ڈھونڈتے ہیں اور ان کے ریزہ خوار ہوں۔ فرمایا "اجل ذلک اردت" میں بھی سننا چاہتا تھا۔

ملاحظہ ہو (الامن والعلیٰ ص 64/65 از اعلیٰ حضرت بحوالہ بیہقی و مسند دیلمی نیز مواھب لدنیا اردو ص ۵۷۲ نیز شعر ا ۔ کے لئے دیکھئے صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۳۷)

حضرت مالک بن عوف رضی اللہ عنہ سے :-

حضرت مالک بن عوف رضی اللہ عنہ نے آپ کی بارگاہ میں اپنے یہ اشعار پیش کئے تو آپ نے انہیں دعاء خیر اور انعام سے نوازا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ما ان رأیت ولا سمعت بواحد
فی الناس کلھم کمثل محمد   (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
اوفی واعطی للجزیل لمجتد
ومتی تشاء یخبرک عمافی غد

میں نے تمام لوگوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا دیکھا نہ سنا۔ آپ بہت باوفا اور کسی چیز کے طلب گار پر عطا کی بہت فرمانے والے ہیں، پوچھنے والا جب پوچھے اس کے حسب طلب غیب کی خبر دینے والے ہیں۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ملاحظہ ہو (الاصابہ ج ۳ ص ۳۴۲، الامن والعلیٰ ص ۱۷۱ بحوالہ الاصابہ مقالات کاظمی ج ۱ ص ۱۹۲، ۱۹۳)

حضرت کعب بن زھیر رضی اللہ عنہ سے :-

حضرت کعب بن زھیر رضی اللہ عنہ نے آپ کی بارگاہ میں قصیدہ پیش کیا تو آپ نے خوش ہو کر انہیں انعام سے نوازا۔ ایک شعر یہ تھا

ان الرسول لنور یستضاء بہ   مھند من سیوف اللہ مسلول

بلاشبہ حضور نور ہیں آپ ہی کی روشنی کام دیتی ہے، آپ اللہ کی بے نیام تلوار ہیں۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ملاحظہ ہو (اسد الغابہ ج ۴ ص ۳۰۔۳۱ طبع بیروت، الاصابہ ج ۳ ص ۲۹۶، ۲۹۵ بحوالہ ابن قانع عن سعید بن المسیب۔ ازا تۃ الآثام ص ۱۰۶۔۱۰۷ از رئیس المتکلمین، ملفوظات اعلیٰ حضرت ج ۲ ص ۲۰۶، انوار احمدی ۲۰ تا ۲۳)

نوٹ: حضرت مالک بن عوف اور حضرت کعب بن زھیر رضی اللہ عنھما کی پیش کردہ نعتوں کے حوالے سے مزید کچھ تفصیلات رسالہ ھذا میں "نعت خواں کے نذرانہ کا مسئلہ" کے زیر عنوان آرہی ہیں۔

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ سے :-

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ اسلام لانے سے پہلے کاہن تھے، جن ان کے تابع تھا اس نے بار بار ان سے کہا حضور کی بارگاہ میں حاضری دے کر اسلام لاؤ چنانچہ وہ حاضر ہوئے۔ آپ کی شان میں قصیدہ تیار کر کے گئے، اسلام لائے اور قصیدہ پیش کیا۔ جسے سن کر آپ اتنا ہنسے کہ دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔ اس کے تین اشعار یہ تھے۔

فاشھد ان اللہ لا رب غیرہ　　وانک مأمون علی کل غائب

وانک ادنی المرسلین شفاعۃ　　الی اللہ یا ابن الاکرمین الاطائب

فکن لی شفیعا یوم لا ذو شفاعۃ　　سواک بمغن عن سواد بن قارب

یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی رب نہیں، آپ ہر غیب کے امین ہیں اور اے بڑے کریموں اور بہت مقدس ہستیوں کے خاندان والے! آپ اللہ کے دربار میں تمام رسولوں سے بڑھ کر شفاعت فرمانے والے ہیں۔ لہٰذا آپ اس دن میری شفاعت فرمایئے گا جب آپ کے سوا مجھے کوئی کام نہیں آئے گا۔

ملاحظہ ہو (معجم کبیر طبرانی ج ۳، ص ۳۹، ۵۷، ۹۳ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت، دلائل النبوۃ بیہقی، ج ۲، ص ۱۸۲، ۵۶۳، طبع دار الحدیث قاہرہ، الاستیعاب لابن عبدالبر ج ۲ ص ۱۲۴، برحاشیہ الاصابہ طبع دار احیاء التراث العربی بیروت، نیز دلائل النبوۃ لابی نعیم ص ۱۱۴، حدیث ص ۶۲ طبع نوریہ رضویہ لاہور، البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۳۰۸، بحوالہ ہواتف الجان الخرائطی، طبع دار الفکر بیروت، تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۱۶۸، بحوالہ دلائل بیہقی، طبع کراچی نیز مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۵۰، بحوالہ طبرانی، طبع دار الکتاب العربی بیروت، عینی شرح بخاری، ج ۱۷ ص ۸، بحوالہ بیہقی، طبع کوئٹہ، ارشاد الساری شرح بخاری، ج ۶، ص ۱۹۳، بحوالہ بیہقی طبع دار الفکر بیروت، نیز مقالات کاظمی، ج ۱، ص ۱۹۴ بحوالہ بیہقی طبع مکتبہ فریدیہ وغیرہا من الاسفار)

حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ سے:۔

حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یوں نعت خوانی کی

"اللھم انت ما اھتدینا　　ولا تصدقنا ولا صلینا

فاغفر فداء لک ما ابقینا　　وثبت الاقدام ان لاقینا

والقین سکینۃ علینا　　ونحن عن فضلک ما استغنینا"

یعنی میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں حضور آپ نہ ہوتے تو ہمیں ہدایت نہ ملتی، نہ صدقہ و خیرات کرنے کی سعادت ملتی اور نہ نماز نصیب ہوتی۔ آپ ہماری کوتاہیوں سے درگزر فرمائیں، ہماری زندگیاں آپ پر فدا ہوں اور جب ہمارا اعداء اسلام سے ٹکراؤ ہو تو ہمیں ثابت قدمی دیں اور ہم پر اطمینان قلبی ڈالیں۔ ہم آپ کے کرم کے محتاج ہیں۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ملاحظہ ہو (صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۱۵، الامن والعلی ص ۷۷ بحوالہ بخاری ، مسلم، ابوداؤد، نسائی، مسند احمد وغیرہا)

اہل مدینہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے:۔

ہجرت کے موقع پر مدینہ طیبہ میں حضور کی جلوہ گری کے وقت صحابہ کرام کے چھوٹے بچے بچیوں نے ٹولیوں میں نعتیں پیش کیں، ظاہر ہے کہ نظم فرمانے والے صحابہ کرام ہی تھے رضی اللہ عنہم اجمعین جن کے حسب ذیل اشعار مشہور و مقبول عالم تھے۔

ـــہ طلع البدر علینا　　من ثنیات الوداع

ـــہ وجب الشکر علینا　　ما دعا للہ داع

ـــہ ایھا المبعوث فینا　　جئت بالامر المطاع

ثنیات الوداع سے چودھویں کا چاند طلوع ہوا ہے، حضور نے جو ہمیں اللہ کی طرف بلایا ہے، ہم پر اس کا شکر لازم ہے، اے ہمارے پاس من جانب اللہ

تشریف لانے والے! آپ واقعی ایک لائق اتباع امر لائے ہیں۔ (مواہب لدنیہ ج ۲ ص ۲۶۷، سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۲۳۴ (وغیرھا)

اس موقع پر تمام صحابہ کرام (مردوں، عورتوں، جوانوں، بوڑھوں اور بچوں بچیوں) رضی اللہ عنھم نے مل کر "یا محمد" "یارسول اللہ" صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آسمان گیر نعرے بھی لگائے تھے۔

ملاحظہ ہو (صحیح مسلم ج ۲ ص ۴۱۹ باب الھجرۃ عن سیدنا الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

مزید: مدینہ طیبہ میں ایک شادی کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دلہن کے گھر والوں کے ہاں قدم رنجہ فرمایا تو بعض انصاری صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی نابالغ بچیوں نے دف پر کچھ کلام پیش کیے اور اس ضمن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف بھی کی جو مصرع دہرایا وہ یہ تھا۔

"وفینا نبی یعلم ما فی غد" ہم میں اللہ کے نبی تشریف فرما ہیں آپ کی شان یہ ہے کہ آپ مستقبل میں ہونے والے امور (غیب) کو جانتے ہیں (صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۷۳ طبع کراچی)

ظاہر ہے کہ یہ نعت بھی ان کے ماں باپ (صحابہ کرام) نے نظم کر کے انکو یاد کرائی ہوئی تھی۔

شعراء دربار رسالت:

حضرت عبداللہ بن رواحہ اور حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنھم کا شمار بھی شعراء دربار رسالت میں ہوتا ہے ان کی شاعری کے تتبع سے بھی عنوان ھذا کے ساتھ میں مزید اضافہ کیا جا سکتا ہے

اسکے لئے ملاحظہ ہو۔ (سیرت حلبیہ ج ۳ ص ۲۲۵ طبع مصر مواہب الدنیہ اردو ج ۲ ص ۳۸۴ مشکوۃ ص ۴۱۰ مرقاۃ ج ۹ ص ۱۲۷)

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ:

وصاف النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصف سے پہچانے جاتے ہیں۔ ملاحظہ ہو (شمائل ترمذی ص ۲، مع جامع الترمذی طبع کراچی ولفظہ "وکان وصافا عن حلیۃ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم")

نیز معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت خوانی بمعنی بیان فضائل ومناقب نبویہ علی صاحبھا السلام، حضرت حسان کے علاوہ دیگر صحابہ کرام کا بھی معمول تھی۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین)

پس مجیب فاضل کا اسے معمول صحابہ کرام سے خارج کر کے رد ہجو کی صورت سے خاص کرنا بذات خود تحریف معنوی ہے (فثبت ما قلناہ والحمد للہ تعالیٰ)

فائدہ عائدہ:

اگر مجیب فاضل یہ کہیں کہ بیان فضائل بھی یک گونہ رد ہجو ہی ہے کیونکہ کفار کا اپنی ہجووں سے مقصود اصلی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل وکمالات کا انکار کرنا تھا، بناءً علیہ بیان فضائل بھی بمعنی الاعم رد ہجو کی صورت ہوئی تو چشم ما روشن دل ما شاد کہ اس سے موصوف کا سارا تبصرہ ہی بے کار ہو گیا کیونکہ ثناء خوان مذکور زیادہ تر اکابر خصوصاً امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ایسے کلاموں کو ترجیح دیتے ہیں جن میں منکرین کے فضائل نبویہ کے متعلق نظریات باطلہ کا رد ہو یا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ

سلم کے فضائل ومناقب کا اثباتی انداز میں ذکر ہو۔

پس مجیب فاضل کو رد ہجو وغیرہ رد ہجو کی تقسیم اور اپنی تقریر سے شاہ خوان نعت کی تردید کر کے تفریق کی کوشش فرمانے کا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ وھو المقصود

دلیل .3(اعتراف مجیب فاضل):۔

حضرت سیدنا حسان رضی اللہ عنہ کی نعتیہ شاعری کے دو قسموں (بیان فضائل نیز رد ہجو) پر مشتمل ومبنی ہونے کی ایک دلیل خود مجیب فاضل کا وہ اعتراف بھی ہے جو انہوں نے اپنے اس پیش نظر تبصرہ میں کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں عرب دنیا میں دو قسموں کی شاعری مروج تھی۔ شعراء اپنے اپنے قبائل کے مفاخر بیان کرتے تھے اور مخالفین کی ہجوؤں کا جواب بھی پیش کرتے تھے۔ فثبت ماقلنا والحمدللہ

چنانچہ ان کے لفظ ہیں:۔

"اس دور میں شاعری ایک مؤثر میڈیا تھا یہی وجہ ہے کہ عہد جاہلیت کے موسم میں منیٰ کے مقام پر عکاظ، ذوالمجنہ اور ذوالمجاز کے نام سے بازار اور میلے لگے تھے اور اس موقع پر ہر قبیلہ کے مایہ ناز خطباء وعلماء وشعراء اپنے اپنے قبیلے کی شان بیان کرتے تھے اور فخر ومباہات کا اظہار کرتے تھے۔

اور اسی طرح اس عہد اشعار میں مخالفین کی ہجو بیان کرتے تھے اھ

ملاحظہ ہو (تبصرہ ص ۲) ولنعم ماقیل

ع   مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

نعت خوانی کے مطلوب شرع ہونے کے دلائل:۔

اب پڑھئے نعت خوانی کے مطلوب شرع ہونے کے کچھ دلائل جن کا ذکر "بیان روایت میں تحریف کے دعویٰ کی حقیقت" کے زیر عنوان جواب نمبر 1 کے ضمن میں آیا تھا تو پڑھئے۔

دلیل .1(نعت خوانی حضور کا ذکر ہے جو مطلوب ہے)

نعت خوانی حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہے جب کہ آپ کا ذکر مطلوب شرع ہے یعنی اللہ بھی چاہتا ہے کہ حضور کے تذکرے ہوتے رہیں۔ نتیجہ واضح ہے کہ نعت خوانی مطلوب شرع ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "ورفعنا لک ذکرک" محبوب ہم نے آپ کی خاطر آپ کے ذکر کو بلند کیا ہے۔

حدیث قدسی میں اس کی ایک توضیح اس طرح بیان فرمائی گئی ہے کہ "اذا ذکرت ذکرت معی" یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں بھی چاہتا ہوں کہ جب اور جہاں میرا ذکر ہو تو اس کے ساتھ آپ کا ذکر بھی ہو۔

ملاحظہ ہو (درمنثور تحت آیت مذکورہ، نیز الشفاء ج ۱، ص ۱۲، طبع مصر)

علاوہ ازیں درود شریف بھی اس کی دلیل ہے کیونکہ اس کی بنیاد بھی ایک خاص انداز سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہی ہے جب کہ درود شریف سال کے بارہ مہینوں، ہر مہینے کے چاروں ہفتوں، ہر ہفتہ کے ساتوں دنوں، ہر دن رات کے چوبیس گھنٹوں، ہر گھنٹے کے ساٹھوں منٹس اور ہر منٹ کے ساٹھوں سیکنڈز میں ہر وقت مطلوب ہے (الامام والاستاذ فی الشرع)

آیت کریمہ کے عمومی واطلاقی حکم کے علاوہ حدیث ابی بن کعب رضی اللہ

منا اس کے عمدہ دلائل سے ہے۔

ملاحظہ ہو (مشکوۃ عربی ص ۸۶ بحوالہ ترمذی شریف، الشفاء ج ۲ ص ۲۰)

الشفاء (ج ۲ ص ۲۰) میں امام قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ عنوان قائم فرمایا ہے: "ومن علاماته مع كثرة ذكره تعظيمه له الخ" یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس سے محبت کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ کثرت سے آپ کا ذکر ہو نیز آپ کی تعظیم ہو۔

دلیل .2(نعت خوانی خدا کا ذکر ہے جو مطلوب ہے

:(

دلیل نمبر 1 میں ثابت کیا گیا ہے کہ نعت خوانی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہے۔ اب سنئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر، اللہ کا ذکر ہے جب کہ اللہ کا ذکر مطلوب ہے پس نعت خوانی ذکر الٰہی ہونے کی وجہ سے بھی مطلوب شرعی ہوئی۔

دلیل نمبر 1 کے تحت مذکورہ آیت کریمہ کی تفسیر میں مزید حدیث قدسی ہے:
جعلتک ذکرا من ذکری فمن ذکرک فقد ذکرنی میں نے آپ کو اپنے ذکروں میں سے ایک بہت بڑا ذکر بنایا ہے پس جس نے آپ کا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔ (حوالہ جات مذکورہ)

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "قد انزل اللہ الیکم ذکرا رسولا"

اس کے تحت تفسیر روح المعانی میں ہے کہ اس آیت میں ذکر سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ "رسولا" اس کا بدل ہے اس کا خلاصہ بھی یہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اللہ کا ذکر ہیں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جس بھی جہت سے دیکھا

جائے تو اس سے اللہ یاد آتا ہے۔ (پارہ ۲۸ الطلاق آیت ۱۰۔۱۱)

نیز امام مجاہد تابعی مفسر نے فرمایا: آیت کریمہ کے الفاظ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب میں ذکر اللہ سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ ملاحظہ ہو (انوار احمدی ص ۹ ۳ بحوالہ تفسیر درمنثور وغیرہ)

علاوہ ازیں قرآن مجید کی تمام وہ آیات جن میں حضور کے افعال کا افعال الٰہی ہونا مذکور ہے بھی اس کی دلیل ہیں جیسے "من یطع الرسول فقد اطاع اللہ" جس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی (پارہ ۵ النساء آیت ۸۰)

نیز "ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم" یعنی یہ بات ہر شبہ سے پاک ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کرنے والے اللہ ہی کی بیعت کرنے والے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے (پارہ ۲۶ الفتح آیت ۱۰)

نیز "وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی" آپ نے جو کنکر مارے تھے وہ آپ نے نہیں بلکہ اللہ نے مارے تھے (پارہ ۹ انفال آیت ۱۷)

علاوہ ازیں مزید دلیل یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت وشان کی کوئی بھی بات ہو اس کو سن کر ہر مسلمان بے ساختہ اپنی زبان سے پکار اٹھتا ہے "سبحن اللہ" بلکہ خود اللہ تعالیٰ نے حضور کی معراج کے تذکرہ میں فرمایا "سبحن الذی اسری بعبدہ"

حضرت فاتح وقاطع قادیانیت علامہ سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ

علیہ نے حضور کے حسن و جمال اور کمال کے ذکر پر یہ لفظ فرمائے سبحان اللہ ما اجملک ما احسنک ما اکملک الخ

یہ سب بھی ہماری پیش کردہ دلیل ہیں۔

اسی طرح وہ آیات بھی اس کی دلیل ہیں جن میں "اللہ و رسول" دونوں کی طرف واحد کی ضمیر راجع فرمائی گئی ہے "یھدی بہ" پارہ ۶، المائدہ آیت ۱۶،

نیز "اللہ و رسولہ احق ان یرضوہ" (پارہ ۱۰، التوبہ، آیت ۶۲)

نیز "سیؤتینا اللہ من فضلہ و رسولہ" (پارہ ۱۰، التوبہ، آیت ۵۹)

نیز "اغناھم اللہ و رسولہ من فضلہ" (پارہ ۱۰، التوبہ، آیت ۷۴)

نیز "استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم" (پارہ ۹، الانفال، آیت ۲۴)

نیز صحیحین کی بکثرت احادیث جن میں صحابہ کرام نے بے شمار مقامات پر کہا "اللہ و رسولہ اعلم"

نیز "اللہ و رسولہ امنّ" (وغیرھا) ملاحظہ ہو (مشکوٰۃ عربی ص ۳، بخاری ج ۲ ص ۶۲۰ طبع کراچی)۔

اب سنئے کہ اللہ کا ذکر ہر حال میں ہر طرح سے اور کثرت کے ساتھ مطلوب ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر فرمایا: "اذکروا اللہ ذکرا کثیرا" یعنی اللہ کا ذکر کثرت سے کرو (پارہ ۲۲ الاحزاب آیت ۴۱، پارہ ۲۸ الجمعہ آیت ۱۰)

نیز "فاذکروا اللہ قیاما و قعودا و علی جنوبکم" یعنی اٹھتے بیٹھے اور لیٹے ہر حال میں اللہ کا ذکر کرو۔ (پارہ ۵ النساء آیت ۱۰۳)

دلیل 3:(نعت خوانی حضور کی تعریف ہے جو مطلوب ہے):

نعت خوانی حضور کی تعریف ہے جبکہ آپ کی تعریف مطلوب شرعی ہے جو اس کی تمام صورتوں کو شامل ہے یعنی تحریراً، تقریراً، لساناً، قلباً، قیاماً، قعوداً، اضطجاعاً، انفراداً، اجتماعاً، عربیاً، عجمیاً، نثراً، نظماً۔ کیونکہ یہ سب اس کے افراد ہیں جس سے واضح ہے کہ نعت خوانی بھی اس کا فرد ہے پس وہ مطلوب شرعی ہوئی۔

جس کی مثال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعائ، استغفار، صلوٰۃ وسلام اور مسائل شرعیہ کے لئے امر فرمایا کہ یہ کرو جنہیں ائمہ شان اور علماء اسلام نے ہر دور میں نثراً نظماً وغیرھا ہر طرح سے بیان فرمایا۔

بنا علیہ حضور کے فضائل و مناقب کو نظم میں پیش کرنا بھی حکم کی تعمیل کا حصہ ہوا، اسی کو نعت خوانی کہا جاتا ہے۔

مزید صحابہ کرام کے نعتیہ اشعار کے نمونے ابھی **"بیان روایت میں تحریف کرنے کی دعویٰ کی حقیقت"** کے زیر عنوان جواب 2 کے تحت باحوالہ پیش کیے جا چکے ہیں۔ قصیدہ بردہ شریف بھی اس کی عمدہ دلیل ہے کہ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسے شرف قبولیت حاصل ہے اور جب سے وہ لکھا گیا ہر دور کے صالحین امت میں ہمیشہ ہمیشہ مقبول رہا جس کی بلا مبالغہ ہزاروں شرحیں لکھی گئیں۔ بطور نمونہ ملاحظہ ہو (کشف الظنون ج ۲ ص ۱۳۳۲ تا ۱۳۳۶)

اسی طرح دیگر اکابر کے نعتوں کے مجموعے جیسے قصیدہ ہمزیہ دیوان امام

نابلسی، دیوان علامہ نبہانی، کلیات جامی، حدائق بخشش (جس میں دعا اور درود وسلام کو منظوم پیش کیا گیا ہے) نیز بے شمار کتب فقہ وتفسیر وحدیث منظوم (جیسے نام حق اور بدائع منظوم وغیرہا)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعریف کے مطلوب شرع ہونے کی ایک دلیل آپ کے اسماء کریمہ "محمد" "احمد" "حامد" اور "محمود" بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے تجویز فرمودہ ہیں جن کا خلاصۂ معنی ہے ہر حوالہ سے بہت لائق تعریف ذات۔

اگر آپ کی تعریف مطلوب نہیں تو آپ کا نام "محمد" "احمد" "حامد" اور "محمود" کیوں؟ (صلی اللہ علی صاحبہما وسلم)

بطریق آخر:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو کتاب دی (یعنی قرآن مجید) وہ الحمد سے شروع ہوتی ہے۔ روز قیامت آپ کا منصب مقام محمود ہے یعنی مقام شفاعت کہ اس میں سب اولین آخرین آپ کی تعریفیں کریں گے کہ آپ کی شائیں سنتے تھے آج دیکھ لی ہیں۔ آپ کے جھنڈے کا نام ہے "لواء الحمد" آپ کے کئی اسماء گرامی حمد سے مشتق ہیں: محمد، احمد، حامد اور محمود صلی اللہ علی صاحبہما وسلم

کتب سابقہ میں آپ کی امت کا لقب ہے "الحمادون" یعنی اللہ کی بہت تعریف کرنے والے اور ہر حال میں الحمد للہ کہنے والے۔

یہ سب آپ کے لائق تعریف اور قابل ستائش ہونے کے قرائن ہیں۔

علاوہ ازیں قرآن مجید میں آپ کی تعریف کے چھپانے والوں پر لعنت آئی ہے۔ ملاحظہ ہو (پارہ ۲ البقرۃ آیت ۱۵۹)

اگر آپ کی تعریف مطلوب اور ضروری نہیں تو اس کے چھپانے والوں پر لعنت کیوں؟

علاوہ ازیں آیت کریمہ "ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی" کے تحت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جلیل القدر تابعی امام ابو العالیہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کے صلوۃ بھیجنے کا ایک مطلب یہ لکھا ہے کہ "صلوۃ اللہ ثناؤہ علیہ عند الملئکۃ" یعنی اللہ تعالیٰ مجمع ملائکہ میں اپنے حسب شان حضور کی ثنا فرماتا ہے (صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۰۷، طبع کراچی)

جس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ حضور کی تعریف کرنا سنت خدا اور سنت طریقہ ملائکہ ہے۔

نیز وہ جملہ آیات بھی اس امر کی دلیل ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف فرماتے ہوئے آپ کے اوصاف وکمالات کو بیان فرمایا ہے جیسے "وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین"، "بالمؤمنین رؤف رحیم"، "تلک رسل فضلنا بعضھم علی بعض منھم من کلم اللہ ورفع بعضھم درجت"، "قد جاء کم من اللہ نور"، "ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی" "لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا" "انا ارسلنک شاھدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا" "وتعزروہ وتوقروہ" (وغیرہا)

اسی بناء پر علامہ جامی نے فرمایا۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری　　آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

نیز حضرت شیخ سعدی کا ارشاد ہے۔

خدا بہ ثنائے گفت وتجلیل کرد　　زمین بوس قدر تو جبریل کرد

نیز امام اہل سنت اعلیٰ حضرت نے فرمایا:

اے رضا خود صاحب قرآں ہے مداح حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی

خلاصہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت خوانی اس لئے بھی مطلوب شرعی ہے کہ وہ آپ کی تعریف ہے جب کہ آپ کی تعریف شرعاً مطلوب ہے پس نعت خوانی مطلوب شرعی ہوئی۔

دلیل 4 (نعت خوانی خدا کی تعریف ہے جو مطلوب ہے):

عرض یہ کہ نعت خوانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف ہے جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف اللہ کی تعریف ہے اللہ کی تعریف مطلوب ہے اس حوالے سے بھی نعت خوانی کا مطلوب شرعی ہونا ثابت ہوتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی مقامات پر فرمایا: "الحمد للہ رب العالمین" سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ ملاحظہ ہو (پارہ 1 الفاتحہ 1، پارہ 24 الزمر 75، پارہ 25 الجاثیہ 36)

جس کا مطلب یہ ہے کہ کسی کا ہو یا ... چونکہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کا نتیجہ ہے لہٰذا جس کسی کی بھی تعریف کی جائے وہ در حقیقت اللہ کی تعریف ہوگی جب کہ حضور اللہ کی قدرت کا سب سے بڑا شاہکار ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی سب سے بہترین اور سب سے بڑی تعریف وہ ہوگی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے گی۔

اس سے بھی نعت خوانی کے سبب مطلوب شرعی ہونے پر روشنی پڑتی ہے۔

دلیل 5: (نعت خوانی عبادت ہے، جب کہ وہ مطلوب ہے)

نعت خوانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف ہے جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر و تعریف اللہ کا ذکر و تعریف ہی ہے اور اللہ کا ذکر و تعریف عبادت ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے "ذکر الانبیاء من العبادۃ" یعنی انبیاء کا ذکر کرنا عبادت ہے۔

ایک اور روایت میں ہے "ذکر علی عبادۃ" حضرت علی کا ذکر کرنا عبادت ہے۔

(ملاحظہ ہو: شرح الانتظام ص 224 ... الجامع الصغیر ... ج 2) ہے

لہٰذا آپ کا ذکر بطریق اولیٰ عبادت ہوا۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ہر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک ... عبادت ہے" (فتاویٰ رضویہ جلد 10 ...)

جب کہ عبادت شرعی مطلوب ہے ... پیدا کیا گیا ہے

"اعبدوا ربکم" اپنے رب کی عبادت کرو (پارہ 1 البقرۃ 21)

نیز "وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون" میں نے جن اور

انسانوں کو محض اس لئے پیدا کیا کہ میری عبادت کریں (پارہ ۲۷ الذاریات ۵۶)

نیز "واعبد ربک حتی یاتیک الیقین" اور مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت کیجئے (پارہ ۱۴ الحجر ۹۹)

الغرض نعت خوانی خدا کی عبادت ہونے کے حوالے سے بھی مطلوب شرعی ہے۔

دلیل ۹: (نعت خوانی باعث نزول رحمت ہے مطلوب شرعی):

نیک بندوں/صالحین کے ذکر سے رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔ امام سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے: "عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ" یعنی صالحین کے ذکر کے وقت اللہ کی رحمت اترتی ہے (الزہد ... احیاء ...)

جب کہ حضور سید الصالحین ہیں تو آپ کے ذکر کے وقت بطریق اولیٰ نزول رحمت ہوگا۔

نیز ابھی دلیل ۹ کے تحت قرآن پاک کے حوالے سے گزرا ہے کہ آپ کی تعریف کو چھپانا باعث لعنت ہے اور چھپانے والے مستحق لعنت ہیں جس کا لازمی نتیجہ ہے کہ آپ کی تعریف بیان کرنا باعث رحمت اور بیان کرنے والے اہل ایمان مستحق رحمت ہیں۔

بنابریں نعت خوانی رحمت الٰہی کے نزول کا باعث ہونے کی وجہ سے ہے لہٰذا نعت خوانی مطلوب شرعی ہوئی۔

دلیل ۱۰: (نعت خوانی علامت محبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہو مطلوب شرعی):

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "احب الیکم من اللہ ورسولہ" یعنی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ پیارے ہوں (پارہ ۱۰ التوبہ ۲۴)

نیز صحیح بخاری میں یہ حدیث موجود ہے: "والذی نفسی بیدہ لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین وفی روایۃ احدکم من اھلہ ومالہ والناس اجمعین"

نیز "ثلاث من کن فیہ وجد حلاوۃ الایمان ان یکون اللہ ورسولہ احب الیہ مما سواھما" یعنی میں اللہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ ایمان کی دولت حقیقی کا حاصل ہونا تب ہے کہ حضور کی محبت ماں باپ، اولاد، تمام مخلوق، مال و متاع، اہل و عیال اور اپنی جان سے بھی بڑھ کر ذات اقدس کے ساتھ زیادہ محبت ہوگی۔

(ملخصاً صحیح بخاری ج ۱ ص ۷)

دلیل ۹ کے تحت امام قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کا قول نقل کیا جا چکا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی ایک علامت آپ کا کثرت سے ذکر ہے۔

نیز امام قسطلانی شارح بخاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: "علامۃ محبۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کثرۃ ذکرہ" یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی ایک علامت آپ کا کثرت سے ذکر ہے (مواہب اللدنیہ ج ۲ ص ۴۹۳)

بلکہ یہ تو محبت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظاہر فرمائی چنانچہ آپ کا ارشاد ہے: "من احب شیئا اکثر من ذکرہ" جس کو جس سے محبت ہوتی ہے وہ اس کا ذکر کثرت سے کرتا ہے۔ (جامع الصغیر للامام سیوطی ج ۲ ص ۱۵۹، بحوالہ مسند فردوس عن السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا)

پس جب نعت خوانی محبت کی علامت ہے اور محبت کا تقاضا اطاعت ہوتی ہے کہ آپ کی محبت مطلوب ہے تو نعت خوانی اس حوالے سے بھی مطلوب شرعی ہوئی۔

فصل 5: (نعت خوانی ازدیاد حب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سبب ہے جو مطلوب ہے):

جس طرح حضور سے محبت لازم ہے اسی طرح ایسے امور کا اہتمام ہونا چاہیے جس سے یہ محبت بڑھتی ہے بلکہ وہ بھی مطلوب ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ ارشاد فرمایا: "تہادوا تحابوا" کہ ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرو تاکہ ایک دوسرے سے تمہاری محبت میں اضافہ ہو۔

ملاحظہ ہو (مقام رسول صلی اللہ علیہ وسلم ص ۴۲۸ بحوالہ [illegible] استدلال [illegible])

فائدہ: نعت خوانی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس سے محبت میں اضافہ کا باعث ہے لہذا اس حوالے سے بھی مطلوب ہوئی۔ چنانچہ شارح بخاری علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ اس کے حوالے سے امام [illegible] حضرت [illegible] رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل فرماتے ہیں: "من طرق سمعہ [illegible] استماع الاصوات المطربۃ بالنغمات [illegible]" [illegible]

کی طرف شوق و جذب اور قلب و روح میں محبت حاصل کرنے کا ایک سبب آواز ہے کہ حضور کی نعت شریف کو خوش الحانی سے [illegible] طرب آمیز آوازوں سے کی جائے۔

ملاحظہ ہو (رشحات [illegible] ص ۲۳ [illegible]) ([illegible] فصل)

خوش الحانی سے پڑھنے کے حکم کی تفصیل:

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس کی مزید تفصیل یوں بیان فرماتے ہیں: "اگر اشعار [illegible] حد سے [illegible] بلکہ [illegible] اس کے [illegible] حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حسان [illegible] انصاری رضی اللہ عنہ کے لیے مسجد اقدس میں منبر رکھنا [illegible] کھڑے ہو کر نعت اقدس سنانا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا استماع فرمانا [illegible] صحیح بخاری شریف سے ثابت [illegible] عرب کے رسم [illegible] تاکید [illegible] حالت [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible] ارشاد [illegible] "[illegible] لا تنکر [illegible]" [illegible] ارشاد ہوا۔" (فتاویٰ رضویہ ج [illegible] ص [illegible])

[illegible] فرماتے ہیں: [illegible] کے [illegible] اس قسم میں [illegible] جب [illegible] قرآن عظیم میں

مطلوب و مقصود ہو تو بڑی قسم ہے۔ یہاں اگر الفاظ کے لئے [illegible]
حکایات وغیرہ صحیح ہیں مگر اس میں کچھ تکبیر بھی ہو تو حرج نہیں جب کہ صرف سادہ و غزل
اخلاقی ہو اور تمام منکرات شرعیہ سے خالی (الخ) اس قدر کو عرف میں جو معنی کہتے ہیں [illegible]
کہ گا (الخ) اگر وہ اشعار سادہ و اخلاقی سے [illegible] پڑھنا بھی جائز ہے [illegible]
وہ ہے کہ یہ جو مقبول ہے بلکہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم [illegible] میں سے [illegible]
منقول بلکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھنا مشہور ہے اور [illegible]
فرماتے۔ بارگاہ رسالت میں [illegible] پر [illegible] تھے کہ [illegible] خوش الحانی [illegible]
حدی خوانی سے [illegible] (الخ) [illegible]
اللہ تعالیٰ عنہ خود سرکار اقدس کے حدی خواں تھے [illegible] آواز [illegible]
خوبی سے اشعار حدی پڑھتے (الخ) [illegible] انجشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدی خوانی کرتے
ان کی خوش آوازی مشہور تھی (الخ) سیدنا عبد اللہ بن رواحہ [illegible] رضی
اللہ عنہما بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے حدی خوانی کرتے چلتے (الخ)
بالجملہ [illegible] وعظ و نصیحت جو کچھ ہے [illegible] اشعار [illegible]
ہیں اگر [illegible] نعت و منقبت کا نام ہو [illegible] کے خلاف شرع شعر [illegible]
انبیاء کرام [illegible] علیہم الصلوٰۃ والسلام [illegible] شان [illegible]
الصلوٰۃ والسلام [illegible]
اور نعت و منقبت کا نام [illegible] سادہ و خوش الحانی کے ساتھ شعر خوانی کے جواز [illegible]
اصلاً جانے کا نام نہیں اور ملخصاً

ملاحظہ ہو (فتاویٰ رضویہ [illegible])

(ملخصاً)

دلیل 9: (نعت خوانی رد اعداء اسلام ہے جو مطلوب ہے):

شروع بحث میں گزر چکا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا ایک اہم تقاضا آپ کے دشمنوں سے نفرت رکھنا ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ ان کا رد کیا جائے جب نعت خوانی سے بھی یہ مقصد حاصل ہوتا ہے [illegible] اس طرح سے بھی یہ مطلوب ہوئی۔

جیسا کہ پیچھے گزرا [illegible] قرآن کریم [illegible] ہے کہ اللہ و رسول (عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم) کے دشمنوں سے شدید نفرت ہونا [illegible] ایمان [illegible] ہوں گے۔

ملاحظہ ہو (پارہ 10، [illegible] پارہ 28 [illegible] آیت 22 [illegible] (المجادلہ [illegible])

دلیل 10 (نعت خوانی جہاد باللسان ہے جو مطلوب ہے):

حدیث شریف میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جاهدوا المشركين باموالكم وانفسكم والسنتكم" یعنی مشرکوں سے اپنے مالوں، جانوں اور اپنی زبانوں سے جہاد کرو۔ (مشکوٰۃ ص 334 بحوالہ ابو داؤد، نسائی، دارمی عن انس رضی اللہ عنہ)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے آپ [illegible] شعر [illegible] مقصود کے خلاف [illegible] شعر و شاعری کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا جس کا مقصد تھا کہ اس میں شعر و شاعری کی مذمت ہے جب کہ ہم یہ کام کرتے ہیں؟ تو

آپ نے فرمایا: "ان من الشعر لحکمۃ" اسلام اور تعلیم ، سیرت و حمایت میں ایمان والے کی شاعری اعدائے دین کے خلاف تیر کا کام دیتی ہے اور جس طرح مومن کا جہاد تلوار سے ہوتا ہے زبان سے بھی ہوتا ہے جیسا کہ اس زبان کا جہاد ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۱۰ بحوالہ امام احمد وغیرہ)

نیز حدیث شریف میں ہے عمرۃ القضاء کے موقع پر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے خاص حیثیت سے چلتے ہوئے کفار کے مقابل رجزیہ اشعار پڑھنے شروع کیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا اے ابن رواحہ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے اللہ کے حرم میں یہ شعر خوانی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر ان کو چھوڑ دو ۔ نیز فرمایا پڑھتے رہو "فلھو اسرع فیھم من نضح النبل" کہ یہ ان پر تیروں سے زیادہ کارگر ہے۔ (ملخصاً مشکوٰۃ ص ۴۱۰ بحوالہ ترمذی عن انس رضی اللہ عنہ و صححہ الترمذی)

شیخ الاسلام مولانا حافظ انوار اللہ فاروقی چشتی علیہ الرحمۃ حضرت کعب بن زہیر کا واقعہ نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان اشخاص کے کلمات میں جو تحسین شان کرتے ہیں، الشعر المسلم جہاد ہے جو تیر کی طرح کام کرتا ہے"۔ (مقاصد الاسلام حصہ ہشتم ص ۱۱۸ ملخصاً)

معروف مفکر اہل سنت کے ازہر [illegible] حضرت مفکر علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب ذکر کی تقریظ میں لکھتے ہیں: "نعت گوئی بھی زبان و قلم کا ایک جہاد ہے"۔

ملاحظہ ہو (مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ص ۳۳ [illegible] لاہور)

الحاصل: اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی کامل عمر یعنی حضور کی حمایت میں شعر و شاعری کی، جسکے باعث ممکن ہے کسی غزوہ میں بھی شرکت نہ فرمائی ہو۔ خلاصہ یہ کہ نعت خوانی جہاد باللسان ہے۔

دلیل 11 (نعت خوانی مضبوطئ دین کا سبب ہے جو مطلوب ہے):

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے دین کا کمال ہوا۔ چنانچہ سارے دین کی تکمیل آپ ہی پر ہوئی چنانچہ آپ کی شان ہے کہ عطیہ فضل المعطی متمم اکمل الصفات و المعجزات۔

لہذا آپ کی شان کا بیان کرنا خود دین کی مضبوطی کا سبب ہے جب کہ نعت خوانی کا بھی اس میں بہت دخل ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے اختیار فرماتے جب کہ ان ادوار میں کسی کی بھی اللہ و رسول اللہ جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کا امر (مقصود شرعی) ہے اس لئے بھی نعت خوانی مطلوب قرار پائی۔

دلیل 12 (نعت جملہ صالحین و محبین امت کا معمول ہے جن کی پیروی مطلوب ہے):-

دور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک کے ہر دور کے جملہ صالحین امت [illegible] ان کی شان میں [illegible] ایسا شخص ہے جس نے کسی نہ کسی طرح نعت خوانی کا حصہ نہ لیا ہو یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت خوانی نہ کی ہو۔

چنانچہ بعض نے تخمیس کیں، بعض نے بہاریہ اشعار کہیں، بعض نے تخمیس پر تخمیس اور بعض نے تخمیس میں اور حالات منطبق کیں۔ اس کی مثل میں پوری امت مسلمہ میں عرصہ دراز سے نعت خوانی ہے جس پر سب کا اتفاق و اجماع ہے۔ پھر نقل در نقل کی طرف سے حضرت کا حسن اور والہانہ محبت کے ساتھ حال ہے۔ صحابہ کرام جو شعراء دربار رسالت تھے حضرت سیدنا حسان رضی اللہ عنہ وغیرہم۔ نیز حافظ سعدی، مولانا جامی، امام بوصیری، امام شرف الدین، علامہ کلامت اللہ کافی، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے برادر صاحب علامہ حسن رضا خان، لاکھوں زبانوں کے امراء شعراء اور حضرت خواجہ معین الدین اجمیری، حضرت مولانا روم، حضور فرید تاں، حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی اور حضرت علامہ اقبال مولانا ظفر علی خان وغیرہ بہت سے نعت گو ہیں رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین

جب کہ کل امت کی اجماع کیا اور اتباع کرنے کے لئے لازم ہے کہ

"ان اللہ تعالیٰ لا یجمع امتی علی ضلالۃ ویداللہ علی الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار"

وقال علیہ الصلوۃ والسلام علیکم بالجماعۃ [وفی روایۃ] "ید اللہ علی الجماعۃ" وفی روایۃ "اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار"

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس پر تصدیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "اشعار منے کہو کا یہ حال ہے جس میں ہمارے اعلیٰ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت اور حضرات آل و اصحاب و اولیاء و علماء کی مدح رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین"

پہنچانا ہے کہ محفل نعت خوانی یا ذکر رسالت وغیرہ کو فرض و واجب یا قیامت وغیرہ تک پیسہ خرچ ہونے میں کھانا پکوانا ہو یا اور دوسرے امور نہ اس قسم کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق جب سے آج تک تمام امت کے یہی معمولات اعمال شریف میں رائج رہا ہے جو کہ اہل نعت اعمال کو وہ چیزیں ہیں وہ اعمال صالحین میں مصروف یا عبادت، اعمال وغیرہ سب جائز ہیں۔ "احد ملخصا بلفظہ"

(فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰ نصف اول ص ۱۱۲ مطبوعہ لاہور)

دلیل: اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کا خلاصہ اپنے حقوق میں صریح اور صاف ہے کہ یہ سب کچھ جائز ہے اگر پڑھا جائے تو اس کا باعث تحفظ عقائد اہلسنت کے جیسے تحسین اور ترغیب اور مسائل مختلف وغیرہ سب جائز اور افضل قرار پا گئے کہ یہ صرف مسلمان ہے۔

فائدہ: اہل سنت کی ترقی ہند کے علماء کرام نے نعت خوانی کی کئی کتب لکھی ہیں کہ اس کے لئے تفصیل کا تحریر رسالہ "نعت خوانی کی شرعی حیثیت" ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

دلیل 13: (نعت خوانی شعار اہلسنت ہے):

آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ نعت خوانی اہل سنت و جماعت کا شعار ہے یعنی ظاہر حق کی پہچان ہے۔ مثل یہ ہے کہ محفل نعت ہوتی ہے تو پوچھنے کی حاجت نہیں کیونکہ یہ کسی اہل سنت و جماعت کی محفل ہے اور یہی شعار اور خاص علامت ہونے کا مفہوم ہے کہ شعار ہوا کرتا ہے بلکہ ہر مسلمان کا مطلب ہے۔ یہی اس سے بھی نعت خوانی کے مطلب مستحب ثابت ہوتی ہے۔

کاروبار اور معاش کو فروغ دینے کے ارشاد ہو مصروفات:

ہمارا پیارا مذہب اسلام [illegible] کے متعلق [illegible] ارشاد کرتا ہے [illegible] سے [illegible] فرمایا [illegible] جس کی [illegible] رسالت مآب [illegible] مبارک [illegible] (ملخصاً)

آج ہمارا فرض ہے کہ

فائدہ: ہمارا طریقہ سے [illegible] کی بہت [illegible] ایک [illegible] مسلمان کی طرف نسبت کرنا اس کی نیت پر حملہ ہے جب کہ [illegible] جس سے [illegible] جب کہ [illegible] اپنے [illegible] کاروبار پر بھی [illegible] سکے کہ ان [illegible] محسوس بھی [illegible] ہیں۔

اس کے متعلق [illegible] کا اندازہ یہاں سے لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن [illegible] میں [illegible] (سورۃ [illegible]) [illegible] سے بچنے کی [illegible] بیان فرمائی گئی ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: "یا ایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم" اے ایمان والو! بہت گمانوں سے بچو کہ کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے۔ (پارہ 26، الحجرات 12)

اور فرمایا: "ولا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفؤاد [illegible]

[illegible] گمان [illegible] کے بارے کی [illegible] سے [illegible] کے متعلق [illegible] کے سبب کے بارے میں کتاب دی [illegible] (پارہ [illegible])

اور فرمایا: "لولا اذ سمعتموہ ظن المؤمنون والمؤمنات بانفسھم خیرا وقالوا ھذا افک مبین" [illegible] مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنوں پر نیک گمان کیوں نہ کیا [illegible] جب تم نے اسے سنا [illegible] کے پاس [illegible] (پارہ 18، النور 12)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: "ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث" گمان میں پڑنے سے بچو کیونکہ گمان انتہائی جھوٹی بات ہے۔ [illegible] مسلم [illegible]

(بخاری [illegible] ص 122 [illegible])

فائدہ: [illegible]

جائز ہو (رسالہ تحفہ قربانی مشمولہ مقالات [illegible] ج ۱ ص ۲۲۹ طبع [illegible]

تالیف [illegible] (رہی)

(۳) اگر اس گھر میں کوئی بے نماز [illegible] کے متعلق یہ پتہ لگ جائے [illegible]

کی روزی حلال [illegible] سے [illegible] نہیں [illegible]

کیا اس کو [illegible] درست قرار [illegible] نہیں ہوگا؟

الجواب: اس سے قطع نظر [illegible] تسلیم [illegible] وہابی سے [illegible]

[illegible] کے [illegible] کرنے کی [illegible] رکھتے ہیں اور ایسا کرتے بھی ہیں [illegible]

[illegible] اور [illegible] ہوگا جس سے [illegible] کا عمل [illegible]

پائے گا۔ [illegible] کی [illegible] ہوگی سب [illegible]

گے۔ جیسے کسی گھر کا کوئی فرد [illegible] جائے [illegible] ہو کر [illegible] جائے تو اسے [illegible]

جائے گا نہ یہ کہ سب افراد خانہ پر پابندی عائد کی جائے کی اور [illegible]

دوسرے افراد خانہ کو گھر سے [illegible] جانے کا حکم [illegible]۔

[illegible] وہابیوں میں [illegible] قربانی کے آنے سے [illegible]

[illegible] پر پابندی عائد کی جا سکتی ہے [illegible] کے [illegible]

کی [illegible] کے [illegible] پر کوئی [illegible] ہے گی۔ جب [illegible]

کی جائے کسی [illegible] پر پابندی عائد کرنے کا حکم [illegible]

[illegible] طرح [illegible] ہے۔

والجواب: جب [illegible] کی [illegible]

[illegible] ہو جائے [illegible] کوئی [illegible]

گے۔

تمام مدارس دینیہ، مراکز [illegible] (آستانوں اور خانقاہوں) پر بھی پابندی

عائد کرنے [illegible] کرنا لازم ہو جائے گا کیونکہ ان میں آنے [illegible]

[illegible] آتی رہتی ہیں اور [illegible] کے [illegible] آنے کی

[illegible] رہتی ہیں۔

مساجد کو بھی بند کرنا پڑے گا کیونکہ مسجد کمیٹیوں میں بھی زیادہ تر ایسے ہی پائے جاتے ہیں۔

اگر [illegible] کی تحقیق کا [illegible] مرکزی

مسجد سے کیوں نکل [illegible] اور ان پر کیوں خاموش ہیں؟ یا ان کے لئے [illegible]

[illegible] وہابیوں کے لئے [illegible] ہے [illegible]!!!

[illegible] آیا [illegible] سے [illegible]

[illegible] کی جائے یا [illegible]؟

[illegible] کو بھی [illegible] کرنا ہوگا کیونکہ [illegible] کا [illegible] ایک

[illegible] ہے

[illegible] کہ [illegible] جائے کہ [illegible] جائے یا [illegible] جائے؟

[illegible] کی [illegible] جائے [illegible]

[illegible]؟

[illegible] کی [illegible] پر [illegible] جائے [illegible] جائے [illegible] گا؟

[illegible] کسی [illegible] کی [illegible] کی [illegible]

[illegible] کی [illegible] ہے [illegible] کے

[illegible] سے کہا جاتا ہے "[illegible]" [illegible]

"[illegible]" پہنچ جائے۔

تو کیا بخاری و مسلم کی اس حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ حضرت ابوہریرہ کو شیطان نے بتایا کہ آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو تو میں نہیں آ سکوں گا تو آپ [illegible] نے اس کی تردید و تکذیب فرمانے کی بجائے یہ ارشاد فرمایا کہ "صدقک وھو کذوب" یعنی [illegible] سچ کہا ہے۔

(ملاحظہ ہو صحیح بخاری [illegible] مشکوٰۃ شریف [illegible] صحیح بخاری [illegible] ملخصاً)

اسی طرح ایک مریدہ کے ایک کتاب کے مشہور واقعہ سے بھی اس کو سمجھا جا سکتا ہے کہ جس نے [illegible] اپنے مرشد کے ہاتھ سے [illegible] جب کہ اس کا [illegible] اس کے ہاتھ سے [illegible] جس کا مطلب یہ لیا گیا [illegible] [illegible] ملتا ہے۔

الغرض کسی بزرگ کے خلاف شرع چلنے سے [illegible] اصول شریعت کے خلاف ہے [illegible] ہر قسم کے [illegible] [illegible] کے تمام [illegible] [illegible] [illegible] ہی [illegible]

[illegible] کسی مسلمان کی نسبت [illegible] اظہار کرتے ہیں:

"علامہ [illegible] علیہ الرحمۃ نے [illegible] کی نسبت [illegible] ایک [illegible] [illegible] [illegible] طرح کے ہیں۔

[illegible] مسلمانوں کی عیب جوئی کرتے [illegible] [illegible] جاتے ہیں۔"

(ملاحظہ ہو فتاویٰ رضویہ [illegible] ص ۱۹۲ [illegible])

نعت خواں کی نذرانے کا مسئلہ :۔

رہا نعت خوانوں کے نذرانوں کا مسئلہ؟ تو مسئلہ علماء کی تحقیق اور مطالعہ سے یہ ہے کہ اگر کوئی نعت خواں نعت خوانی پر از خود طے کر لے تو اس کی چند صورتیں ہو سکتی ہیں بلکہ ضد ہو یہ بھی صاف ظاہر ہے۔

اور آپ بھی مدعیان بھی ہر کسی موقع پر نعت شریف پیش کرنے والوں کے اخلاص سے واقف نہیں ہیں۔

لہٰذا یہ فاضل کا یہ کہنا کہ اس سے بڑی کوئی حالت جب سے ہے ... علماء اس کے بھی اور محقق صاحب بھی کہتے ہیں" یا فضل ... قطعاً خلاف واقعہ ہے (کہنا سمجھو صاحب جی)

جب کہ کسی کو دعا کرنے کی صورت میں اسے نذرانہ وغیرہ پیش کرنے کے اتفاقی قرض ہونے پر عرف جاری ہے جو کسی ایک طبقہ سے خاص نہیں بلکہ سب ہی عام اور عادل ہے۔

تو فاضل نے بیرون کے از خود ایسی کافی استفادہ کر لیا ہوتا۔

یا کیا وجہ ہونے کی صورت میں بھی فاضل خود اپنے متعلقین اور چاہنے والوں سے نذرانہ وغیرہ بہت تحفہ وغیرہ قبول یا وصول نہیں فرماتے۔ یا وہ سے جا کر کیے ہیں؟ مشہور ہے کہ یہ فاضل موصوف تقاریر پر پہنچنے کیلئے اپنے ... سے جائے ... وغیرہ کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو یا للعجب و العجب منہ والادب ہم کو اس کا یقین نہیں۔

ع ... کر یہاں سے کیا کہیے

بہرحال یہ فاضل کو چاہیے تھا کہ وہ پہلے نظر مسئلہ کی جائز صورتوں کو بھی پیش نظر رکھتے ہوئے اگر ... اس کے عدم جواز کا قول کرتے تو ... ہیں ... کر کے حسب ... کی وکیل کا ... ہی کی ذمہ داری ہے۔ یعنی بتاتے کہ اس کی کون سی صورت ناجائز ہے پھر وہ کس قسم کی ناجائز ہے۔ کفر و شرک یا حرام و مکروہ تحریمی ہے یا مکروہ؟ پھر اس ... کی تعریف بھی لکھیں اور پھر اس کے اثبات کے لئے کس طرح کی دلیل شرعی درکار ہوتی ہے اور اس کے ساتھ وہ دلیل بھی پیش فرماتے۔ اس کے بعد تحریر ... مکمل ہوگی۔

یا طریق آخر ناجائز ہونے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ اللہ نے اس سے منع فرمایا ہو یا اس کے رسول نے منع فرمایا ہو (...)

تو کیا ایسی کوئی صریح آیت یا کوئی صریح حدیث ہے جس میں اللہ یا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ نعت خواں کو مطلقاً نذرانہ دینے کی اجازت نہیں؟

هاتوا برهانكم . ان كنتم صادقين

نعت خواں کو نذرانہ دینے کا ثبوت:

تسکین خاطر کے لئے چند مثالیں حسب ذیل ہیں:

حضرت مالک بن عوف رضی اللہ عنہ کو نعت خوانی پر انعام:

حافظ ... ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ امام ... کی ... کے حوالے سے ... امام ... حضرت ... نے حافظ صاحب موصوف کے حوالے سے لکھا ہے (و اللفظ لہ) کہ

جب (غزوہ حنین میں) مشرکین شکست کھا گئے، مالک بن عوف (کمانڈر) بھاگ کر طائف میں پناہ گزین ہو گئے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اگر وہ ایمان لا کر حاضر ہو تو ہم اس کے اہل و مال واپس کر دیں گے۔ چنانچہ مالک بن عوف آئے تو دست اقدس پر حاضر ہوئے جب کہ حضور ﷺ واپس تشریف لا چکے تھے۔ رحمت عالم ﷺ نے ان کے اہل و مال واپس کر دیے اور سو (100) اونٹ اپنے لطف و کرم سے عطا کیے (مالک بن عوف نے) اس حالت میں آپ ﷺ کی مدح میں ایک قصیدہ پیش کیا جس کے دو شعر یہ ہیں

(عربی)

ما إن رأيت ولا سمعت بمثله — في الناس كلهم كمثل محمد

(ترجمہ)

أوفى وأعطى للجزيل لمجتدي — ومتى تشأ يخبرك عما في غد

میں نے تمام جہان کے لوگوں میں محمد ﷺ کے مثل نہ دیکھا نہ سنا

سب سے زیادہ وفا فرمانے والے اور سب سے بڑھ کر عطا کرنے والے

مانگنے والے کو بہت کچھ عطا فرماتے ہیں اور جب تم چاہو تو آپ تمہیں آنے والے

کل کی بات بتا دیں...

(الاصابہ فی تمییز الصحابہ ج ۳ ص ۳۵۲ ...)

لکھ کر دیا ہو، اشعار کے لئے جو یہ ملاحظہ ہو (اسد الغابہ ج ۳ ص ۴۰۹ طبع بیروت) نیز علامہ ابن الاثیر الجامع لبیان الصحابہ ... ج ۵ ص ۳۲ طبع مصر۔ (...)

حبیب ﷺ نے نعت خوانی پر انعام عطا فرمانے کی ایک اور مثال

حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کو نعت خوانی پر انعام:

زہیر بن ابی سلمیٰ زمانہ جاہلیت کے مشہور شعراء میں سے تھے جن کی شاعری کی عظمت تسلیم کی جاتی ہے۔ خود شاعر، والد شاعر، ماموں شاعر، بہن بھی شاعرہ اور دونوں بیٹے بجیر اور کعب بھی شاعر تھے۔

ان دونوں کے ساتھ مشہور قصائد (جو سبع معلقات کے نام سے معروف ہیں) قصیدہ "بانت سعاد" انہی کے بیٹے کعب بن زہیر کا نظم کردہ ہے (جن کو بعد میں شرف صحابیت بھی حاصل ہوا)

انہوں نے اپنے بیٹوں کو جمع کر کے کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک رسی آسمان سے زمین پر اتری ہے جسے میں نے پکڑنے کے لئے ہاتھ بڑھایا لیکن وہ میری پہنچ میں نہ آسکی۔ اور اس کی تعبیر انہوں نے یہ بیان کی کہ آسمان سے آنے والے نبی آخر الزمان ﷺ ... (جب کہ ...) حاصل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ میں آپ کے ظہور سے پہلے فوت ہو جاؤں گا۔ تم انہیں بیعت کر لینا اگر تم نے آپ ﷺ کا زمانہ پایا۔ چنانچہ زہیر حضور ﷺ کی بعثت سے ایک سال پہلے فوت ہو گئے۔

آپ کی شان میں ان کی ہجو اور ہجرت کے بعد زہیر کے دو بیٹے تھے اور کعب حضور سید عالم ﷺ کی خدمت میں جانے کیلئے عازم مدینہ ہوئے جب حرم مبارک کے قریب پہنچے تو کعب نے بجیر سے حضور سید عالم ﷺ کے متعلق حالات جاننے کیلئے آپ کے پاس جاؤ، میں یہیں رکتا ہوں۔ بجیر جب حضور سید عالم ﷺ کی خدمت میں پہنچے آپ ﷺ کے کرم سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ کعب کو اس کا پتہ چلا تو وہ بہت غصے ہوا بلکہ اپنے بھائی کی ہجو میں اشعار بھی کہہ ڈالے اور حضور اقدس ﷺ کی شان پاک میں زبان درازی بھی کر دی۔ آپ ﷺ کو جب ان کی گستاخی کا علم ہوا تو آپ نے گستاخی کی وجہ سے ان کا خون مباح قرار دے دیا اور فرمایا: "من لقی کعبا فلیقتلہ" جس مسلمان کو بھی کعب ملے اسے قتل کر دے۔

بجیر نے کعب کو خط لکھا اس سے مطلع کیا اور سمجھاتے ہوئے لکھا کہ تیرے اور بھی کئی ایسے ... کی لپیٹ میں آئے ہیں اب تمہاری بھی خیر نہیں ہے۔ اپنی جان بچانا چاہتے ہو تو اس کا حل یہی ہے کہ تیرا بھائی ... مسلمان ہو کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ کیونکہ حضور کی عادت کریمہ ہے کہ جو اسلام قبول کر لے آپ اس کی سابقہ تمام غلطیاں معاف فرما دیتے ہیں۔

کعب نے بھائی کے مشورہ کو اہمیت دیتے ہوئے اسے دل و جان سے قبول کیا آپ کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت پیش کرنے کی غرض سے ایک قصیدہ بھی لکھا (نعت شریف لکھی) اور مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔ جب پہنچے تو پتہ چلا کہ آپ ﷺ مسجد نبوی شریف میں تشریف فرما ہیں۔ اپنے اونٹ کو مسجد شریف کے دروازے پر

باندھا اور چہرہ چھپا کر اندر چلے گئے جب پہنچ گئے تو آپ کے سامنے اپنا وہ قصیدہ پڑھنا شروع کر دیا اور چہرہ کو چھپا رکھا تھا۔ حضور نے بھی سننے کا شرف بخشا۔ قصیدہ کے چند اشعار اس طرح ہیں:

ان الرسول لنور یستضاء بہ مہند من سیوف اللہ مسلول

نبئت ان رسول اللہ اوعدنی والعفو عند رسول اللہ مامول

یعنی آپ اللہ کا نور ہیں جن کی ہدایت کے ذریعہ چراغ روشن ہوا آپ کا بھی نقش کی تلوار اللہ کی سونتی ہوئی ہیں۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ نے مجھے موت کی سزا دینے کا حکم فرمایا ہے جبکہ میں غلطی پر معافی کا خواستگار اور عفو کا امیدوار ہوں (اور یہ قصیدہ "بانت سعاد" تھا جس کا شروع میں ذکر ہو چکا ہے)

رحمت عالم ﷺ کی رحمت کا سمندر ان کی طرف متوجہ ہوئے جب قبول ہوا کہ کعب بن زہیر ہیں اسلام قبول کرتے ہوئے آپ کو کلمہ پڑھ سنایا: اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ۔

حضور سید عالم ﷺ نے ان کی غلطی معاف فرما دی (کیونکہ آپ کو ان کی ... اختیار تھا) اور ان کے اسلام کو قبول فرمایا اور ان کے پیش کردہ قصیدہ پر خوش ہو کر انعام میں اپنی وہ چادر عطا فرما دی جو آپ نے اپنے جسم اطہر پر اوڑھی ہوئی تھی۔

علامہ ابن حجر کے الفاظ ہیں: "و کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اعطاہ بردۃ لہ" رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنی چادر عطا فرمائی تھی۔

حافظ صاحب کے الفاظ یہ ہیں: "فکساہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بردۃ" یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی چادر پہنا دی۔

بعض روایات میں اس طرح ہے: "فرمی علیہ السلام بردۃ کانت علیہ" ان کے نعت شریف سنانے پر حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے جو چادر [illegible] آپ نے اپنی چادر ان پر پھینک دی (یعنی عطا فرما دی)۔

بعض روایات میں یہ الفاظ حضرت کعب کے کلام کے [illegible] ہیں "فرمی الیّ" یعنی حضرت کعب نے فرمایا میں [illegible] نعتیہ کلام سنا رہا تھا آپ نے اپنی چادر مبارک مجھ پر پھینک دی۔

تتمہ روایت ھذا:

اس روایت کا باقی حصہ اس طرح ہے کہ حضرت معاویہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہما کے پاس آدمی بھیج کر کہلا بھیجا [illegible] یہ چادر [illegible] حضرت کعب نے جواب دیا: "ما کنت لاوثر بثوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احدا" [illegible]

چنانچہ حضرت کعب پوری زندگی اسی پر قائم رہے۔ آپ کی وفات کے بعد حضرت معاویہ نے ان کے بچوں سے [illegible] دینار میں خرید کر [illegible] کے خصوصی مواقع پر استعمال کے لئے [illegible] فرمایا یہ چادر مبارک [illegible] رہی اور ان کا یہ دستور رہا کہ وہ [illegible] خلافت اور عید وغیرہ [illegible] ایک سے [illegible]

[illegible] فرمایا آپ کی مدح میں قصیدہ بانت سعاد [illegible] ہے۔

ملاحظہ ہو (اسد الغابہ ج ۴ ص ۲۰۴، ۲۲۲ طبع بیروت، الاصابہ ج ۳ ص ۲۹۵ [illegible] الاستیعاب [illegible] نیز تقدیم [illegible] فی شرح [illegible] ص [illegible] شارح حضرت تاج الشریعہ مولانا اختر رضا خان [illegible] طبع [illegible])

نیز امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان کے [illegible] حضرت مولانا [illegible] رحمۃ اللہ تعالیٰ [illegible] اس بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

"[illegible] قصیدہ بانت سعاد (جو نعت شریف میں ہے) [illegible] اقدس میں [illegible] اشعار کی اصلاح فرمائی [illegible] حضرت کعب [illegible] اور چادر مبارک انعام میں [illegible]"۔

(ملاحظہ ہو [illegible] ص ۱۰۶ طبع [illegible])

اقول: اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے حاشیہ (ارشادات [illegible]) میں اس پر [illegible] کلام [illegible] ہے۔

ثم اقول: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصلاح یہ فرمائی تھی کہ حضرت کعب نے یہاں پڑھا تھا "ان الرسول لسیف یستضاء بہ مہند من سیوف الہند مسلول" تو آپ نے فرمایا تھا "[illegible]" کی بجائے "نور" اور "سیوف الہند" کی بجائے "سیوف اللہ" کہو۔

ملاحظہ ہو (شواہد الحق [illegible] ج ۲ ص ۲۰۴ طبع [illegible] کراچی)

شیخ الاسلام [illegible] علامہ [illegible] رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو [illegible] کے ساتھ لکھا ہے اور فرمایا ہے:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف اپنی چادر مبارک [illegible] پھینک دی" (ایضاً)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] اشعار سن کر خوش ہوئے اور چادر عطا فرمانا [illegible] ثابت ہے"

[illegible] اس کا مفہوم بیان کرتے ہوئے [illegible] لکھا ہے:

"شعر کہنے والے [illegible] کو [illegible] عطا کرنا جس کی [illegible] سنت [illegible] نے کی ہے"

ملاحظہ ہو ([illegible] ص ۲۳ طبع [illegible])

التنبیہ: امام حاکم نے اپنی اسناد سے لکھا ہے: "[illegible]" یعنی حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے اپنا پورا قصیدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] مسجد نبوی شریف میں پڑھ کر سنایا تھا۔

ملاحظہ ہو (مستدرک ج ۳ ص ۵۷۹ طبع بیروت)

فائدہ: حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے [illegible] نعتیہ اشعار کے لئے [illegible] ملاحظہ ہو ([illegible] الاستیعاب [illegible])

مکمل قصیدہ اور [illegible] قصیدہ کے لئے دیکھئے: المستدرک للحاکم ج ۳ ص [illegible] [illegible]

[illegible] ص ۱۹۵ [illegible] ص ۳۰۳ [illegible] طبع [illegible] وغیرہ۔

قال [illegible]: وهي مشهورة [illegible] اصحاب التفسير [illegible]

امام شرف الدین بوصیری علیہ الرحمۃ کو نعت خوانی پر انعام:

امام [illegible] حضرت علامہ شرف الدین بوصیری (۶۹۴ھ م) [illegible] فالج کے مرض میں مبتلا ہوئے۔ [illegible] سب سے مایوس ہو کر [illegible] حضور [illegible] کے وسیلہ [illegible] کی غرض سے اپنی حالت [illegible] 262 اشعار پر مشتمل ایک [illegible] قصیدہ نظم فرمایا۔ [illegible] خواب میں دیکھا کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے [illegible] حاضر ہو کر دست بوسی کا شرف حاصل کیا۔ ارشاد ہوا [illegible] قصیدہ سناؤ۔ تعمیل ارشاد کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جسم کے متاثرہ حصہ پر اپنا دست مبارک پھیرا اور ساتھ ہی انعام میں اپنی چادر بھی عطا فرمائی۔ جاگے تو بیماری کافور ہو چکی تھی اور چادر مبارک ان پر موجود تھی جس پر انتہائی خوشی ہوئی۔

چونکہ چادر کو عربی میں "بردہ" کہتے ہیں اس لئے اس نعت کے صلہ میں اس [illegible] نام "قصیدہ بردہ شریف" کے نام سے مشہور ہوا۔

ملاحظہ ہو (کشف الظنون ج ۲ ص ۱۳۳۱ [illegible])

عبارت یہ ہے: "فالقی علیہ الصلوٰۃ والسلام بردۃ علی عاتقہ ومسح بیدہ علیہا [illegible] ووجد لذلک السرور علی [illegible]"

ترجمہ: "آپ ﷺ نے [illegible] قصیدہ فرماتے ہوئے ان کے [illegible] کندھوں پر چادر ڈال دی اور جسم کے ماؤف حصہ پر اپنا دست مبارک پھیر دیا۔ [illegible] نے [illegible] چادر اپنے کندھوں پر [illegible] پایا جس کی انہیں بے پناہ خوشی ہوئی۔

نیز ملاحظہ ہو (تحفۃ [illegible] شرح البردہ [illegible] علامہ [illegible] علامہ [illegible] (ملخصاً)

الفاظ یہ ہیں: "رایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] علیہ بردۃ [illegible]" (ترجمہ ملخصاً)

خلاصہ استدلال وبیان فوائد کثیرہ:

ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ نعت خواں کو تحفہ یا خصوصاً [illegible] دینے والے کی طرف سے [illegible] سنت [illegible] اور [illegible] کرام کا معمول ہے۔

الثانی: ہم نے [illegible] پایا ہے جس کی ایک [illegible] مثال یہ ہے کہ امام اہل سنت [illegible] اعلیٰ حضرت [illegible] قدس سرہ [illegible] حالات [illegible] پاکستان سے

وصیت فرمائی (آپ کی وفات) تک جاری رہا اور آج تک جاری ہے۔

آپ اس کے بعد [illegible] پاک سے معروف نعت خوانوں کو باقاعدہ [illegible] فرماتے۔ [illegible] اجازت دیتے۔ انہیں کتابیں اور رسالوں سے نوازتے جو ہر سال [illegible] علماء و مشائخ اہل سنت نے [illegible] حضرت [illegible] حضرت صدر الافاضل، حضرت مولانا حشمت علی خان، حضرت محدث اعظم [illegible] حضرت مفتی اعظم [illegible] لیکن کسی نے بھی اس پر [illegible] فرمایا [illegible] کی علامت ہے۔

چنانچہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ [illegible] کے حوالے سے فرماتے ہیں: سلطان [illegible] قرآن شریف [illegible] کر اس کا ثواب [illegible] لکھا ہے: "[illegible]" [illegible] ہونے کی دلیل ہے۔

(ملخصاً شرح [illegible])

بعض ذرائع سے یہ روایت پہنچی ہے کہ [illegible] مرحوم نے حضرت [illegible] مولانا [illegible] احمد صاحب [illegible] (ملخصاً)

[illegible] آپ [illegible] حضرت [illegible] رحمۃ اللہ علیہ [illegible]

اب ہم چند حقائق پیش کرتے ہیں جن سے اس کے بغض و عناد کا خوب پتہ چل جاتا ہے۔

☆ اصحاب کرام رضی اللہ عنہم میں سے بالخصوص حضرت حسان، حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہم نے نعتیں بھرے مجمعوں میں بھی پڑھیں جو محفل نعت کے جواز کی اصل ہے۔

☆ مسجد نبوی شریف میں بھی محفل نعت کی گئی جس پر اسلام کی ابتدائی مسجد میں منعقد کیا گیا اس سے مسجد کے بالخصوص مسجد میں ہونے کا جواز و استحباب ثابت ہوتا ہے۔

☆ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود محفل میں تشریف فرما ہوتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سامعین ہوتے جو محفل کی سرپرستی کرتے اور اس میں شریک ہوتا بھی سب مسنون ہوا۔

☆ نیز انہوں نے نعتیں حضور کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے پڑھیں آج اللہ کرے صحابہ کرام نے جو [illegible] دور کرنے کی غرض سے پڑھیں جس میں وہ بے مثال پڑھ کر حضور کو راضی اور خوش کرنے کا عظیم ذریعہ ہو کر بھی مستحب قرار پایا۔

☆ حضرت مالک و حضرت کعب رضی اللہ عنہما نے یہ کلام حالت ایمان کے حاصل ہونے کے موقع پر انجام دیا جو خوشی کے موقع تھے لہٰذا خوشی کے موقعوں (جیسے شادی بیاہ اور دیگر تقریبات وغیرہ) پر محفل نعت کا منعقد کرنا نہ صرف مستحب و مسنون ہوا۔

☆ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نعت خواں کو جو انعام عطا فرمایا وہ خود بخود اس طریقے سے بھی تھے اور یہ جو طریقہ انعام کی چیز کو نعت خواں پر پھینک کر بھی

لیے انہیں پر نعت خواں پر نوٹ وغیرہ کے نچھاور کرنے کے جواز کی بھی اصل ہے لیکن حضور نبی کریم سے پاک ہونے میں یہ بیمار کو دو شرط ہے کہ نوٹ پر آیت کریمہ وغیرہ نہ لکھی ہو یا کوئی مقدس نام تحریر ہو تو اب ان کا نچھاور کرنا یا قصداً ان کا نیچے گرانا بے ادبی ہونے کی بناء پر ممنوع ہوگا جس کی نعت خواں سے بھی کوئی تحسین نہیں ہے کسی پر بھی نچھاور کرنے کا یہی حکم ہوگا۔

نوٹ: یہ واضح رہے کہ جامعہ نعیمیہ کراچی کے شیخ الحدیث تبیان القرآن، نعمۃ الباری اور شرح صحیح مسلم کے مصنف علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کی ویڈیوز جواب کے پاس محفوظ ہیں جن میں یہ بھی صاف واضح ہے کہ جامعہ نعیمیہ میں ان کی صدارت میں منعقد کی گئی نعت کی محافل میں نہ صرف ان کی موجودگی میں نعت خوانوں پر پیسے نچھاور کیے جاتے ہیں۔ بلکہ خود انہوں نے بھی اپنی جیب سے پیسے نکال کر نعت خواں کو دیے اور اسے حکم دیا کہ وہ نعت خوانوں پر پیسے نچھاور کرے جس کی تعمیل کی گئی۔

اب اس پر تبصرہ قارئین محترم خود کریں کہ کیا ان کا نظریہ ان کے عمل کے مطابق ہے یا نہیں اور ہم مزید دلائل پیش کریں گے۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن زہیر کو چادر مبارک کی عطا فرما کر ان کی حوصلہ افزائی فرمائی اور حضور نے ان کو کسی صحابی نے نہیں روکا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا حق عطا فرمایا ہے کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اپنا حق کسی کو عطا کرنے کا کوئی اعتراض نہیں۔

اسی طرح اس کے علاوہ بھی اب تک کا عمل رکھا تو شرعی طور پر اس سے ثابت ہے

کرنا بھی لازم ہے اور ایسے بے ہودہ بول [illegible] جیسے کہ صرف محفل نعت خوانی میں ایک شعر [illegible]
جاتی ہے اس کا کوئی بھی جواز [illegible] نہیں ہے۔

☆ ان آداب میں لازمی امور کا یہ بھی حصہ ہے کہ پیش کیا جانے والا کلام خلاف شرع نہ ہو اور یہ بھی کہ نعت خوانوں سے خاص کر مقررین و خطباء اور بیان کرنے والے بھی سب اس کے پابند ہیں۔

چنانچہ حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بھی حوالہ گزر چکا ہے کہ انہوں نے جو کلام پیش کیا اس کے ایک شعر میں اک جگہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اصلاح فرمائی۔ انہوں نے کہا "ان الرسول لسیف" [illegible] "نور" کہو۔ تو انہوں نے "سیف من سیوف الھند" پڑھا تو آپ نے فرمایا "من سیوف اللہ" پڑھو [illegible] پوری قوم کے نعت خوانوں کو چاہیے کہ جو کلام پیش کرنا ہو کسی جید سنی عالم کو سنا کر پہلے تصحیح کروا کر ہی پیش کریں [illegible]۔

☆ معلوم ہوا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نعت شریف میں کی جانے والی غلطی کی اصلاح فرمانے پر ہی اکتفا فرمایا بلکہ نعت خوانی یا نعت خواں کی پذیرائی کرتے ہوئے [illegible] فرمایا [illegible]۔

[illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کے [illegible] اور [illegible] کی [illegible] کرنا ہو [illegible] کرے [illegible] کے خلاف اقدام [illegible] کرے [illegible] بھی اس [illegible]

[illegible] جاتا ہے۔

وجہ یہ ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت خوانی کا [illegible] بیان اہل سنت و جماعت کا شعار ہے اس کے برخلاف [illegible] کی [illegible] اختیار کرتا ہے۔

[illegible] اہل سنت پر لازم ہے کہ اس میں (بلکہ دیگر تمام معمولات اہل سنت میں) آنے والی کمزوری یا غلطی کا اچھے انداز سے ازالہ فرمائیں کہ یہ نہ سمجھا جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت خوانی وغیرہ کے خلاف مہم جاری ہے اور [illegible] عوام پر [illegible] اور [illegible] کا موقع ملے [illegible] جانے کے بعد تصحیح بھی مشکل ہو جاتا ہے جس کی [illegible] محفل [illegible] کی [illegible] عوام کی طرف سے [illegible] ہو جانے والے بعض [illegible] کہ عوام کا [illegible] ہونے لگا کہ یہاں [illegible] نعت شریف میں [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]۔

اس لئے عوام میں آج تک [illegible] کی [illegible] جاتا ہے [illegible] نہیں کیا جاتا ہے۔

[illegible] ہے "[illegible]" [illegible] کی جگہوں سے [illegible]۔

[illegible] "[illegible]" [illegible] سے بھی [illegible]

[illegible] ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنی اور اپنے حبیب کی رضا کے لئے ان کی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم اجمعین

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت اور دیگر علماء اہل سنت کا فتویٰ مبارکہ:

اب ملاحظہ کیجئے مزید تصدیق کے طور پر امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا اس مسئلہ کا جامع فتویٰ مع تائید دیگر علماء اہل سنت۔

چنانچہ رجب ۱۳۱۲ھ میں محمد رضا خان شاہجہاں پوری مرحوم نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ سے استفسار کیا "علماء و حفاظ مساجد جامع یا غیر جامع میں جو تنخواہ پر اور حافظ پڑھانے کو مقرر کئے جاتے ہیں اور وہ ان کی خدمت و امور نماز وغیرہ سے کرتے ہیں۔ یہ امامت ان کو جائز ہے یا ناجائز؟

اور بعض جو ختم پڑھتے ہیں اور مساکین ان کی خدمت گزاری نقد و جنس سے کرتے ہیں، یا امام مساجد و غیر مساجد میں امامت درست ہے یا نہیں؟ اور یہ آمدنی ان کے واسطے درجہ جواز میں ہے یا عدم جواز میں؟ یہ لوگ داخل آیۂ کریمہ "اولئک الذین اشتروا الحیٰوۃ الدنیا بالاٰخرۃ" کے داخل ہیں یا خارج؟

آپ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا:

"اس میں تین صورتیں ہیں۔ اول یہ کہ پڑھنے والا محض دنیا کے لئے پڑھتا ہے مقصود ہی یہ ہے کہ لوگوں سے کچھ مال حاصل کرے یہ بے شک آیت کریمہ کے تحت میں داخل ہیں اور حکم "ولا تشتروا بآیٰتی ثمنا قلیلا" کے خلاف۔

وہ آمدنی ان کے حق میں خبیث ہے جو صاحب کی ... پہنچانا واجب ہے ...

جس کو سوال کی اجازت ہے کہ اسے تو بے ضرورت سوال حرام ہے اور آمدنی خبیث و حرام مثل غصب ہے

بلکہ بیہقی نے ... "حسبی السائل بالکتاب" ...

دوسرے یہ کہ اللہ و رسول کا مقصود محض اللہ ہے اور مسلمان بطور خود ان کی خدمت کریں تو یہ جائز ہے اور وہ مال حلال ہے۔

تیسرے یہ کہ پڑھنے سے مقصود تو اللہ ہی ہو مگر وہ حاجت مند اور عادتاً معلوم ہے کہ لوگ خدمت کریں گے اس خدمت کی طمع بھی ساتھ لگی ہوئی ہے۔

تو اگرچہ صورت دوم کی مثل محمود نہیں مگر صورت دوم کے مثل محمود نہیں مگر صورت اولیٰ کی طرح مذموم بھی نہیں جسے در مختار میں فرمایا "الوعظ لجمع المال من ضلالۃ الیھود والنصاریٰ" مال جمع کرنے کے لئے وعظ کہنا یہود و نصاریٰ کی گمراہی سے ہے۔

یہ تیسری صورت اگرچہ صورت دوم سے بہ نسبت اول کے قریب تر ہے خصوصاً جب کہ حاجت ہو اور خدمت کو اس کا ذریعہ نہ بنائے کہ "لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم" فرمایا۔

لہٰذا فتویٰ اس کے جواز پر ہے۔

فی مطالب ... المشائخ ... کسائر الصلحاء والمجاہدین ... الذی ذکرنا ... و ... [illegible]

(فتاویٰ رضویہ شریف جلد دہم کتاب ... ص ۱۹۰، ۱۹۲ طبع ...)

تصنیفاتِ امام احمد رضا بریلوی)

☆ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: "خالص اہلِ سنت کی ایک مجلس اگرچہ ... ضرور ضرورت ہے مگر اس کے لئے تین چیزوں کی سخت حاجت ہے۔ 1 علماء ثقہ ... 2 نعت خواں ... اخلاق ... اتفاق

یہاں جو سب سے اہم ہے (ذکر) ... کی ... ہے ... نادانی ہے۔

حدیث کا ارشاد صادق آیا کہ "وہ زمانہ آنے والا ہے کہ دین کا کام ... نہ ہو سکے گا۔"

(فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ ص ۷۲۰، ۷۲۲ طبع قدیم)

☆ حضرت مصنف بہارِ شریعت صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ ارشد فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمۃ سے کسی ... اشرف ... نے سوال کیا کہ

"جو لوگ روپیہ لے کر نعت شریف پڑھنے کے لئے جلسوں میں جاتے ہیں ... ان کے لئے جائز ہے یا نہیں؟"

تو حضرت موصوف نے اس کے جواب میں امام اہلِ سنت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ بالا قول مبارک کو نقل کرنے پر اکتفا فرمایا جس کا مطلب اس سے ... نقل کیا ہے۔

(فتاویٰ فیض الرسول ج دوم ص ۴۴۳، ۴۴۴ طبع شبیر برادرز لاہور)

نوٹ: فتاویٰ ... حضرت صدر الشریعہ کے تلمیذ ... بخاری شریف ...

... جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی تقریباً ... کے علاوہ ... حضرت ... اہلِ سنت کی ... ہے۔

... مولانا ... مولانا ... مولانا ... قادری ... مولانا ... احمد قادری (اساتذہ دارالعلوم ...) ... مولانا مفتی ... جامعہ اشرفیہ مبارک پور ...

... (جامعہ ...)

(فتاویٰ فیض الرسول ج ۲ ص ... طبع ...)

... کے لئے ... کرنے کے ... جاتے ... (ملاحظہ فرمائیں)

☆ ... ج ۲ ص ... "... السلام" ... اصل ...

... "

☆ ... ج ۳ ص ... باب ... و ... و کان ... علی ... و ... الوصی ... و ... مصر

☆ ... الجمہور ... العلماء ...

☆ ... ص ۱۹۳ ... عثمان رضی اللہ عنہ ... "واول من ... "

☆ مجموعہ رسائل ابن عابدین ج ۱ ص ... مسئلہ ...

مطلب [illegible] تفسیر [illegible]

باعث تعلیم قرآن ([illegible])

نعت خواں پر "شارح دین" ہونے کی چوٹ کا جواب:

عجیب فاضل فرماتے ہیں: "یہ اجازت نہیں دی جا سکتی کہ نعت خواں دین کے شارح بن کر سامنے آ جائیں" یہ حق نہیں دیا جا سکتا کہ وہ دین کے مسائل بیان کریں اور بعض واقعات کو اپنے مقاصد میں استعمال کریں۔ (ملخصاً ملتقطاً) (ماہنامہ [illegible]

([illegible] ۲۰)

اقول:

جواب 1: کیا صرف نعت خواں کو اس کی اجازت نہیں باقی سب کے لئے اجازت عام اور کھلی چھٹی ہے جو کریں انہیں ساتوں خون معاف ہیں صرف نعت خواں کی تخصیص کیوں؟ اور کیا شریعت کا قانون یہ ہے؟ اصول نہیں؟

جواب 2: اگر "نعت خواں دین کے شارح" آپ کے الفاظ سے جو انہوں نے نعت خوانی کا دین [illegible] لیا ہے کیوں کہ نعت خواں اگر تشریح کرے گا تو [illegible] [illegible] کرے گا۔ [illegible] نے نعت خوانی کا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہے۔

[illegible] نعت خوانی [illegible] [illegible]

[illegible] نعت پڑھنے والوں [illegible] طریقہ [illegible] [illegible]

[illegible] مصنف نے کہا ہے [illegible]

[illegible] بنایا ہو اگر ایسی کی بولی ہے کیوں کہ وہ بھی مصطلحات اہل سنت کا [illegible] کرتے ہیں کہ جس ذکر ولادت تو ٹھیک ہے [illegible] بدعت ہے اسی طرح جس دعا عبادات اور جس ایصال ثواب جائز ہے لیکن جس [illegible] سے اہل سنت کرتے ہیں وہ ناجائز اور غلط ہے۔

اسی طرح دور حاضر میں [illegible] اسی طرز پر چلتے ہوئے اشعار [illegible] کلام کر رہا ہے کہ علماء ایسے ہیں اور مولوی ایسے ہیں تو [illegible] ان کا اصل ہدف اشعار [illegible] ہی ہیں [illegible] معلوم ہے کہ براہ راست [illegible] کرنا ان کے بس کی [illegible] نہیں عجیب فاضل بھی اسی ڈگر پر [illegible] اصلاح کرتے ہوئے [illegible] ان پر [illegible]۔

جواب 3: نیز کیا اشعار کا مطلب بیان کرنے کے لئے بھی درس نظامی کا [illegible] لازم ہے جب کہ بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جنہیں اس [illegible] نہیں [illegible] تو اس شرط کا کیا ہوگا؟

نیز جب کہ درس نظامی کا دور حاضر میں وہ معیار نہیں جو زمانہ قدیم میں تھا [illegible] دور میں ہر کتاب مکمل اور مطالعہ کے ساتھ پڑھی پڑھائی جاتی تھی اس [illegible] سے مکمل ہونے میں بیس تیس سال بھی لگ جاتے تھے۔ اب [illegible] [illegible] استاذ [illegible] کے پاس نہیں لہذا اب صرف کتاب کھول دینے کی صلاحیت [illegible] تک [illegible] جاتا ہے۔

لہذا اگر یہ شرط درست ہے تو "[illegible]" [illegible]

ممکن ہے؟

۱۰۔ جو ہر مسئلہ کے لئے ایک ہی معیار ہے تو اجتہاد میں گمراہی ہونے نہ ہونے کی شناخت کا معرف کیا ہوگا؟

۱۱۔ مقلدین مذاہب اسلامی کو کیا جانا گیا ہے کیا ان پر بھی خطا یا غلطی کا دور ہے جس اہل سنت کے علماء ان کے لئے میزان شعرانی کو رہنما مانتے ہیں؟

جواب: علماء اہل سنت کبھی تو خدا کے رسول کے تمام علوم کے حوالہ سے ثابت کرتے ہیں کہ کسی عالم محمد عرفان کی جو ہوا کہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اس ارشاد سے بھی ظاہر ہے: "بقول باب علم یا رسول اللہ لا یعلمہ مثلہ صلی اللہ علیہ وسلم" یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحث کرنے والا اعتراض کیا کہ سر ایک بات کرتے ہوئے کہنے پر مجبور ہوا کہ تمام علوم اور آپ میں سے آپ کسی کو کوئی نہیں رکھتا (مدارج النبوت میں ہے دیکھ لیں)

لہذا یہ کہنا کہ کسی مسئلہ میں صحیح علم ہونے کے لئے کسی کتاب کا شامل اجتہاد سے نہیں دی جا سکتی کیونکہ ہر شخص کا ہر ہر امر کا علم حاصل کرنا ممکن نہیں ہے لہذا تقلید کا حاصل کرنا ضروری ہے جس سے اس کو واسطہ پڑتا ہے یعنی تحقیق اجتہاد کی ہدایت ہی صرف اسی شخص کو دی جا سکتی ہے جس کو دین کے مطابق علم ہو۔

چنانچہ حضور علیہ السلام سے حدیث میں ہے جو ارشاد فرمایا: "طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم"

اس میں الف لام عہدی ہے یعنی علم کا فرض ہونا دین کے مسائل کا علم ہے۔

کہ ہر مسلمان پر فرض ہے۔

(حوالہ: المواہب اللدنیہ ج ۲ ص ۴۰ و شرح الشفاء ملا علی قاری)

ذکر اہل سنت کی حوالہ سے اعتراض کا جواب:

مخالفین نے ذکر پر اعتراض کرتے ہوئے یہ اشکال کیا ہے۔

"ایک آفت یہ ہے کہ زیر بحث قصیدہ عرس کل کل ہے کہ اس پہلے شعر پڑھتے اور اس کی تشریح اس کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔ تاکہ ایک ہی نام کا ذکر کر کے فضائل کے ہم جہات و نسبت کے دائرہ بیان کر کے ہمیں کی یہ اعتماد کر لیتے تھے۔ علماء کے قول کے بعد اس سے مستحب ہونے کا عملہ نظر آتا ہے کہ سارا وہ جس میں یا ہے اس سے مراد کا اعلان کیا جائے اگر کسی کی بات ہے تو قبول کیا جائے" (ترجمہ ص ۳۰)

الجواب: آفت کا جواب دینے کیلئے عرض کل ہونے کی ایسی ہی بات کل تحقیق فرمائی ہے وہ یہ بات کہ "آفت" ہے جسے ہم اشعر پڑھنے کے بعد تشریح کر کے "عرس کل" ہے۔ تشریح و تحریر میں متابعت کا بھی ہو اور اس میں یہی اعلان ہے۔

تشریح کہ سب سے پہلے کب اور سب سے پہلی بات اس کی تفصیل بھی کر دی ہے۔

قابل غور امر میں جو بنیادی نکتہ ہے وہ یہ ہے کہ یہ اشکال کے الفاظ میں "زیر بحث عرس کل قصیدہ" کی اصل کیا ہے؟

اصل تو یہی فرماتے ہیں۔ جب اصل نہیں ہے تو اس کے پیچھے پڑ جانے کا فائدہ کیا ہے؟

پھر جب حضور فرماتے ہیں کہ انہوں نے ذکر بالجہر کو [illegible] سے [illegible]
کیا تھا؟

تو اولاً: اس کی ماخذ کی وجہ تمہاری بیان کی حدیث اور عمل کیا ہے؟
اس پر غور کیا جاتا؟ فقہی کلام [illegible] اہل کرمان وغیرہ نے [illegible]
کہا گیا کہ ذکر بالجہر کی ممانعت میں [illegible] کیا گیا جائز ہو سکے
گا؟ [illegible]

ثانیاً: اگر یہ حدیث صحیح ہے تو [illegible]
سے کیا جواب ہے [illegible] ہر حال میں ذکر الٰہی کے مطلوب و محبوب
ہونے کی تصریح ہے "فاذکروا اللہ قیاما و قعودا و علی
جنوبکم" نیز "اذکروا اللہ ذکرا کثیرا"

یعنی کھڑے بیٹھے لیٹے ہر حال میں اللہ کا کثرت سے ذکر کرو اس میں جہری
کا بیان (پ ۵ سورۃ النساء آیت ۱۰۳، پ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ۴۱ وغیرہا)

ثالثاً: اصحاب [illegible] سے کی حکمت پر ذکر کرتے
تھے [illegible] (سلطانا سلطانا) [illegible] جائز و مستحسن
کہ [illegible] کا حکم کیا ہے؟

رابعاً: یہ تقریر تسلیم انہوں نے [illegible]
[illegible] ہے یا قائل ذمہ؟

پھر جب اللہ و رسول [illegible] ہر ذکر کو پسند فرماتے ہیں
قبول فرما کر بندے کو معاف فرما دیتے ہیں تو حضرت [illegible] طریقہ [illegible] کیا تھا؟ چونکہ

کرکے ہم نے معاف کر دیا" [illegible] کی ممانعت میں کر
[illegible] کے مصداق [illegible] کا تعاقب کرکے اس کا بیان
[illegible] کرنے میں [illegible] کا [illegible] تو ثابت صرف
[illegible] اسی سے ہوگی [illegible]
[illegible] اس سے متعلق [illegible] سب کے ذمہ حساب ہے۔

"قال اللہ تعالیٰ [illegible]" [illegible] کلکم
راع و کلکم مسئول" [illegible]
[illegible] بما کنتم تعملون"

انٹرنیٹ پر چھوڑے گئے ایک سوال کا جواب:

آج کل انٹرنیٹ پر [illegible] ذکر حبیب [illegible] نعت خوانی کی
تقسیم اور کلام کے بارے میں ایک سوال عام کیا گیا ہے (جو ممکن ہے کہ)
[illegible] کے حلقہ کی جانب سے چھوڑا گیا ہو یا [illegible] سے کام لیتے ہوئے [illegible]
کی [illegible] کا تجزیہ ہوگی ہے اس کی تفصیل مع الجواب حسب ذیل ہے:

عبارت سوال: "آپ نے کبھی سوچا بھی ہے [illegible] آپ نے کیا [illegible]
عشق رسول؟ [illegible] اہل سنت ؟ فقہی مسائل؟ قرآن و حدیث؟ تصوف؟
[illegible]؟ یا پاسبان مسلم [illegible]؟

الجواب:

اولاً: حرف "یا" (جسے عربی میں ندا سے تعبیر کیا جاتا ہے) اس وقت بولا جاتا ہے
جہاں دو یا کئی چیزوں میں تضاد و [illegible] ہو جیسے اس وقت ان میں یا [illegible] ہے
پاکی [illegible] ہے یا ناپاکی [illegible] ہے یا [illegible] وغیرہ۔

مگر اس سائل [illegible] نے اپنے پیش نظر سوال میں عشق رسول [illegible]
سنت، حنفیت اور قرآن و حدیث میں جو تضاد [illegible] ظاہر کیا ہے وہ اس کی کمال جہالت کا
[illegible] ہے اور یہ [illegible] ایسے ہی ہے جیسے "کھانے والا ہے" اپنے [illegible] کو [illegible]
کرتے ہوئے اہل سنت سے رسول [illegible] کے متعلق آنے والے [illegible]
کرتے رہتے ہیں کہ آپ [illegible] ہیں یا [illegible]؟

جس کا ایک خیالی جواب اہل سنت کی طرف سے بھی دیا جاتا ہے کہ وہ
[illegible] کسی صورت میں [illegible] کرتے ہوئے [illegible] ہے [illegible]
[illegible] اس کی صورت [illegible] اور اس کی خدمت کی "کما قال" و [illegible]
[illegible] "یہ [illegible] اس پر [illegible] کیا جاتا ہے [illegible]
[illegible] ہے۔ جبریل علیہ السلام [illegible] حضور [illegible] کے پاس [illegible]
[illegible] میں [illegible] "فتمثل لها بشرا سويا"

حدیث جبریل علیہ السلام میں ہے حضرت فاروق اعظم نے جبریل علیہ
السلام کے متعلق فرمایا: "طلع علینا رجل شدید بیاض الثیاب شدید سواد
الشعر" کہ وہ شخص جو حضور [illegible] کی خدمت میں [illegible] سے پہلے ایک مرد
[illegible] میں حاضر ہوئے جن کے [illegible] کے بال [illegible] تھے (صحیح بخاری
مسلم جلد ۱ ص ۲۷)

ہم انسانی [illegible] آنکھوں میں نور [illegible] کانوں میں [illegible]
[illegible] کی ہے اس میں [illegible] کی [illegible] الغرض یہ سوال ہی
[illegible] ہے

ثانیاً:

گزشتہ صفحات میں "نصف عربی" کے مطلب قرار دینے کے دلائل "کے
[illegible] دلائل اور اہل سنت کی [illegible] سے تفصیل کے ساتھ
[illegible] ہے کہ نصف عربی [illegible] کے [illegible] کرنے کے
[illegible] سے ہے جن میں امام اہل سنت [illegible] بھی شامل ہیں [illegible]

شامل کیا ہے جبکہ ظفر صاحب نے "عشقِ رسول" کو سرفہرست اور سب سے اول رکھا نیز
یہ تاثر دیا کہ نعت شریف پڑھنا "عشقِ رسول" کے منافی ہے حالانکہ عشقِ
رسول ﷺ [illegible] محبت [illegible] ہونے کی دلیل ہے۔

سائل نے آپ ﷺ کے نام پاک کے ساتھ درود [illegible] کے
الفاظ بھی نہیں لکھے شاید یہ "عشقِ رسول" ہوگا (صلی اللہ علیہ وسلم)
کہ یہ "[illegible]"

یہ نعت خوانی سے متعلق اہلسنت اور قرآن و حدیث اور مسائل کے حامل ہونے کا
سوال؟

تو جواباً عرض ہے کہ نعتیہ کلام اگر اسی طرح حضرات اور علماء کا ہو تو اس سے
سب سے صحیح سب کچھ حاصل ہوتا ہے جس کے حوالے کے طور پر نعت میں سے ایک
نعت اولیٰ بھی ہے۔ کیونکہ علمائے [illegible] سے [illegible] تب تو
کلام کو یاد کرنا بھی بہت آسان ہوتا ہے [illegible] کتب کو بھی علماء نے منظوم
فرمایا تاکہ طلبہ کیلئے یاد کرنا آسان ہو [illegible] خصوصیت کے ساتھ [illegible] موضوع کے
متعلق مشہور ہے کہ جو معیاری کلام ہی کو ترجیح دیتے ہیں۔ اسی طرح امام اہلسنت اعلیٰ
حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا کلام پیش کرتے ہیں جبکہ آپ کا کلام قرآن و حدیث اور دیگر
دلائل شرعیہ و قطعیہ [illegible] کا نچوڑ ہے۔ اور مختصراً کی نعتیہ کلام سے بعض اشعار
ملاحظہ ہوں۔

ترجمانیِ قرآن و حدیث کی مثال:۔

اعلیٰ حضرت کا مشہور نعتیہ شعر ہے

[illegible]   [illegible]

یہ شعر ایک حدیث قدسی کے مضمون پر مبنی ہے۔ چنانچہ آیت کریمہ
"ورفعنا لک ذکرک" کے تحت امام جلال الملۃ والدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ
نے اپنی کتاب "الدر المنثور" اور دیگر علماء اسلام نے اپنی متعدد کتب میں ایک
حدیث قدسی نقل فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور سید عالم ﷺ سے فرمایا۔
[illegible] "یعنی [illegible]
[illegible] کوئی [illegible]

القول: جمعہ میں [illegible] خطبہ یہ ہے کہ [illegible]
بھی جمعہ میں نہیں لے جائے گا۔ تو معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت کا کلام حق پر مبنی ہے
[illegible] علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

جیسا کہ یہ نعت اعلیٰ حضرت نے [illegible] پر مبنی اس ارشاد سے
کی ترجمانی ہے آپ فرماتے ہیں

ہوں اپنے کلام سے نہایت محظوظ   بیجا سے ہے المنۃ للہ محفوظ
قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی   یعنی رہے احکام شریعت ملحوظ

(حدائق بخشش [illegible])

نعتیہ کلام میں عقائد اہل سنت کے بیان کی مثالیں:

[illegible] کی [illegible] ختم نبوت و رسالت کا بیان۔

حسب ذیل منتخب اشعار میں حضور صاحب کے ساتھ شانِ رحمت اور صاحبِ رسالت کا بیان ہے۔

وہی لامکاں کے مکیں ہوئے سرِ عرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

(حدائق جلد ۱ صفحہ ۹۳ طبع فرید بک سٹال لاہور)

[illegible]
[illegible]

(جلد ۱ صفحہ ۳۹)

حق یہ کہ ہیں عبدِ الٰہ اور عالمِ امکاں کے شاہ
برزخ ہیں وہ سرِ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

(جلد ۱ صفحہ ۳۹)

اٹھے جو قصرِ دنیٰ کے پردے کوئی خبر دے تو کیا خبر دے
وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی نہ کہہ کہ وہ بھی نہ تھے ارے تھے

(جلد ۱ صفحہ ۹۱)

سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے
باغِ خلیل کا گلِ زیبا کہوں تجھے
تیرے تو وصف عیبِ تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے
لیکن رضا نے ختمِ سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

(جلد ۱ صفحہ ۹۱ ـ ۹۲)

نبی ﷺ کے اول الخلق اور اول النبیین ہونے کا بیان:۔

درج ذیل منتخب اشعار میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اول الخلق ہونے اور وجود میں اول ہونے کو بیان کیا گیا ہے

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

(جلد ۱ صفحہ ۹۱)

ان کی نبوت ان کی ابوت ہے سب کو عام
ام البشر عروس انہی کے پسر کی ہے

(جلد ۱ صفحہ ۷۵)

فتحِ بابِ نبوت پہ بے حد درود
ختمِ دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

(جلد ۲ صفحہ ۲۷)

پہلے سجدے پہ روزِ ازل سے درود
یادگاریِ امت پہ لاکھوں سلام

(جلد ۲ صفحہ ۲۷)

تعظیم نبی ﷺ کا بیان:۔

تعظیم کی حدود میں اس امر کے بیان کیلئے حسب ذیل منتخب اشعار ملاحظہ ہوں

تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا تری خلق کو حق نے جمیل کیا

کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا ترے خالق حسن و ادا کی قسم

[illegible]

[illegible]

([illegible])

[illegible]

[illegible]

([illegible])

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

([illegible])

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

([illegible])

[illegible]

حسب ذیل اشعار میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی

سب سے بالا و والا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

(ق ص ۲۰)

تیرا مسند ناز ہے عرش بریں تیرا محرم راز ہے روح امیں

تو ہی سرور ہر دو جہاں ہے شہا ترا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

(ق ص ۳)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خداداد اختیارات کا بیان۔

حسب ذیل نعتیہ اشعار میں ملاحظہ کیجئے

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(ح ص ۲۲)

مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

(ح ص ۸۳)

حاکم حکیم داد و دوا دیں یہ کچھ نہ دیں
مردود یہ مراد کس آیت خبر کی ہے

(ح ص ۷۳)

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

(ح ص ۴۴)

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں در بے بہا لٹائے

(ح ص ۴۴)

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں

دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

(ح ص ۳)

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

(ح ص ۳)

وہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

(ح ص ۳)

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا تجھے حمد ہے خدایا

(ح ص ۳۴)

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہ مشکل کشا کا ساتھ ہو

(ح ص ۴)

مشکلیں حل کر شہ مشکل کشا کے واسطے
کر بلائیں رد شہید کربلا کے واسطے

(ح ص ۳۰)

خداداد علم غیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان۔

دیکھئے نعتیہ اشعار میں

[illegible]
[illegible]

([illegible])

[illegible]
[illegible]

([illegible])

[illegible]
[illegible]

([illegible])

[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]

([illegible])

[illegible]
[illegible]

([illegible])

[illegible]
[illegible]

([illegible])

[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]

([illegible])

[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible] [illegible]

([illegible])

[illegible]
[illegible]

([illegible])

[illegible]

[illegible]

سے عشق و محبت کی ابتداء کا بیان ہے

جان ہے عشق مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا

جس کو ہو درد کا مزہ ناز دوا اٹھائے کیوں

(ح ص ۳۲)

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا

دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

(ح ص ۳۴)

اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھٹے سستے

جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

(ح ص ۲۸)

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے

اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

(ح ج ۲ ص ۵)

[illegible] شفاعت کی تقسیم کا بیان۔

اہل سنت کے عقائد میں سے ہے کہ شفاعت دو قسم کی ہیں اول اور [illegible]

اول اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے جو قرآن کی صفت ہے جیسا کہ [illegible]

اسی کا بیان ہے۔

یاد الٰہی ہر گھڑی تیری عطا کا ساتھ ہو

جب چلے سے مشکل کشا کا ساتھ ہو

(ح ص ۴۲)

تجھ سے پایا جس نے سب کچھ پا لیا

ساتھ ہی منشی رحمت کا قلمدان گیا

(ح ص ۱۸)

پھر کے گلی گلی تباہ [illegible]

تو رحیم ہے جان کا کرم ہے [illegible] تیری عطا کی قسم

(ح ص ۲۶)

[illegible] کی ہے [illegible]

[illegible] کی ہے [illegible]

(ح ص ۴۳)

[illegible] کی ہے [illegible] کی ہے

[illegible] کی ہے [illegible]

(ح ص ۷)

[illegible] ساری [illegible] جاتے ہیں

سب ہے [illegible] جاتے ہیں

مسئلہ شفاعت۔

حسب ذیل اشعار میں عقیدہ ہے [illegible]

[illegible] کا بیان ہے

[illegible]

(حدائق ص [illegible])

عظمت مدینہ طیبہ:-

حسب ذیل اشعار میں [illegible] مدینہ طیبہ کی عظمت کا بیان ہے

[illegible]
[illegible]

(حدائق ص [illegible])

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو   کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

(حدائق ص [illegible])

کعبے سے اگر تربتِ شہ فاضل ہے
کیوں بائیں طرف اس کے لئے منزل ہے
اس فکر میں جو دل کی طرف دھیان گیا
سمجھا کہ وہ جسم ہے یہ مرقد دل ہے

(حدائق ص [illegible])

مسئلہ حیات النبی ﷺ کی [illegible]:-

حسب ذیل اشعار میں انبیاء کرام علیہم السلام [illegible] ہے

[illegible] کی حیات کا بیان ہے

انبیا کو بھی اجل آنی ہے   مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات   مثل سابق وہی جسمانی ہے
روح تو سب کی ہے زندہ ان کا   جسم پرنور بھی روحانی ہے
اوروں کی روح ہو کتنی ہی لطیف   ان کے اجسام کی کب ثانی ہے
پاؤں جس خاک پہ رکھ دیں وہ بھی   روح ہے پاک ہے نورانی ہے

(حدائق ص [illegible])

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے
تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
مرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

(حدائق ص [illegible])

عظمت صحابہ و اہل بیت رضی اللہ عنہم:-

حسب ذیل اشعار میں صحابہ کرام و اہل بیت رضی اللہ عنہم کی عظمت کا بیان ہے

[illegible]
[illegible]

(حدائق ص [illegible])

کیا بات رضا اس چمنستانِ کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

(ص ۱۷)

صدمہ شہنشاہ سا پاس تھا کہیں کا
اس بار کی بلاؤ گردش دامن تک تھیں
نکلی نے اس سا پاس کے دو میں کے
آرے سے حسن ہے دو ہاتھ کے سے مسکین
اہل سنت کا تاج یار اسحاب ضمیر
کلمہ کی باتیں یا اعلیٰ حضرت سوال اللہ کی اہل سنت آپ کا علم

(ج ص ۳۳)

تصوف کا بیان:۔

مندرجہ ذیل نعتیہ اشعار کے مضمون میں تصوف کا بیان ہے۔

دل میں بھی رکھا مجھے شب تک سرد تھے
شرم کی طرف ساپہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

(ج ص ۳۹)

تعصب نہ جانے مجھے سہیاں میرا
طرز میں بھی بکاروشن کا گیا
جس سے مجھے تعصب نہیں کرے سوال
جس میں بیا کا بے ہیں ہوا سے ہوا

(ج ۲ ص ۸۵)

الجواب:۔ معلوم ہوا نعتیہ اشعار میں جو کچھ مسمولات اہل سنت کی ایک

...کرکے اصلاح کی جاتی ہے لہٰذا اس سائل کی طرح اہل سنت کے نعتیہ اشعار کے ان سے مقابل
...نے کا جو ذریعہ ہے اگر جہالت نہیں تو تعصب ہے تعصب نہیں تو جہالت ہے۔

ہم نے محض بطور نمونہ ضرورت پر اکتفا کیا ہے ورنہ اگر صرف امام اہل
سنت کے کلام سے جو کہ اعلیٰ حضرت مجدد العصر وہیں کا مستحق ہے سے بھی رکھنے والے
حضرات دیگر جماعت کے مستورات کے بیان کے اشعار کو جمع کر سکتے ہیں نیز دیگر اہل سنت
اہل سنت کے نعتیہ کلاموں سے بھی اسی طرح ہے پار کئے جا سکتے ہیں۔

نیز اس طرز پر امام اہل سنت علیہ الرحمۃ کے ہر شعر کیلئے سوال جواب بھی ہے
اور جب نعتیہ بالکل اس طرح سے کئی سوال کیا جا سکتا ہے۔

سوال کا جواب حصہ:۔

سائل موصوف نے آگے لکھا ہے

"کلام کھیل مسلم دین کی خدمت سمجھ کر پیش کیا اشعار اہل سنت کو اسی طرح سلک
اہل سنت کی حق گوئی ہے"

الجواب: یعنی سادہ کو پہنچتا ہے؟

آگے فرماتے ہیں:

"ایک زمانہ کی کمائی اگر اہل سنت کے مدارس میں پڑھی ہوتی تو آج مدارس
کا معیار تعلیم کی شکل سے بہتر ہوتا آپ کے بچے دینی دو پہلوی دونوں علوم
کے ماہر ہوتے علماء کرام جو معیار زندگی گزارنے کے ساتھ ساتھ اپنے بچوں کو بھی
دونوں کی تعلیم دلوانے میں فکر سے میں ہے ماہر دینی کی شرح اچانک کم ہوتی تھی
الفاظ میں جو مذاہب دشمن دونوں کو چھوڑ کر کے بالکل ناکارہ اور طالبان علماء کے

وسیلہ ظاہر کریں"

یہ دو باتوں کا اقرار ہے جا کیا کہ یہ کہ سب شعائر اسلام ایک جیسے ہیں۔

دوسری یہ کہ مجھے میں شعائر اسلام کی ادائی خدمت کرنے کے علاوہ بھی

ہیں جس سے مسائل مذکورہ نے اپنی پوری محنت کو بغیر تحقیق وغیرہ سے مکار کر کے کہہ دیا ہے

سبحان اللہ یہ اصف ہوں تو ایسے ہوں جو علوم وغیرہ سے کر کے خود ہی اقتدار ماہیال اور

تقلید و تحقیق کرتے جائیں جو شان نبوت کے متعلق قدم اٹھانے والوں میں قدر

مشترک ہے ملاحظہ ہو

آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

مصرع اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

فقط والحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین

سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

کتبہ الفقیر عبد الحی سعیدی غفرلہ

صدر شعبہ علمی الادارہ

جامعہ غوثیہ اعظم رحیم یار خان

(پنجاب - پاکستان)

(رجب المرجب ۱۴۳۲ھ بمطابق ۱ جون 2011ء)